چکاگو پرشن اُتر

شری شری شری ۱۰۰۸ شری آتمارام جی مہاراج جو کہ جین مت میں ایک نامی مشہور سادھو ہو چکے ہیں۔ انکے نام سے کون ناواقف ہوگا۔ اور انکی علمیت کون نہیں جانتا ہوگا۔ جنکی تعریف بڑے بڑے انگریز ودوانوں اور بڑے لایق پنڈتوں نے لکھی ہے۔ انہی مہاتما کا تالیف شدہ گرنتھ چکاگو پرشن اُتر جو کہ اردو میں ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ کہ چھپوایا گیا ہے۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ پہلے اسکی قیمت ۱ر رکھی گئی ہے۔ مگر اب ہر خاص و عام کے فائدہ کیلئے اسکی قیمت ۵ر رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر ایک آدمی اس بیش بہا رتن کا لابھ اُٹھا سکے۔ اس کتاب میں مہاراج جی صاحب موصوف نے ایشور کیا ہے۔ ایشور کیسا ماننا چاہیئے۔ جینی اور دیگر مت والے کیسا ایشور مانتے ہیں۔ ایشور جگت کا کرتا سدھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کرم کیا چیز ہے۔ کس کام سے کس کرم کا بندھ ہوتا ہے اور کیا کیا پھل ہوتا ہے۔ ایک گتی سے دوسری گتی میں کون لیجاتا ہے۔ کرم اور جیو کا کیا تعلق ہے۔ کرم جیو خود ہی کرتا ہے یا کوئی دوسرا کرواتا ہے۔ اپنے کئے کرموں کا پھل نمتوں کے ذریعے خود بھوگتا ہے یا کوئی دوسرا بھگتانیوالا ہے۔ سب متوں کا کس بارے میں اتفاق ہے۔ آتما میں ایشور ہونیکی طاقت ہے یا نہیں۔ جیو موکش سے پھر سنسار میں نہیں آتا۔ دوسرے جنم کا ثبوت۔ ایشور کی بھگتی کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ اور کس طریقہ سے بھگتی کرنی چاہیئے۔ انسان اور ایشور کا تعلق دیگر متوں والے مانتے ہیں۔ مورتی کیسی اور کیوں ماننی چاہیئے۔ سادھو کا کیا دھرم ہے۔ گرہستی کا کیا دھرم ہے۔ ایشور اوتار دھارن کرتا ہے یا نہیں۔ دھارمیک اور سنساریک زندگی سے نیتی پوربک لکش۔ اوتار دھارن کرنیسے مکت آتما ایشور میں کلنک آپہنچی۔ ایشور دوش رہت ہے یا دوش سہت ہے اسکی شناخت زندگی کے خوف مٹانے کے قاعدے وغیرہ وغیرہ انیک تتوں کی باتوں کا اس گرنتھ میں بیان ہے۔ ایسا اپیوگی گرنتھ ضرور دیکھنا چاہیئے۔ باوجود ایسے بیش بہا کتاب کی قیمت صرف ۵ر فی جلد کردی گئی ہے۔

نوٹ: سنت ماننے والے اصحاب کو ۴ر میں دیجاویگی۔ بشرطیکہ دس جلد سے کم نہ خریدے۔

ملنے کا پتہ:- نتھو رام جینی زیرہ ضلع فیروزپور پنجاب۔

ضرور پڑھیئے
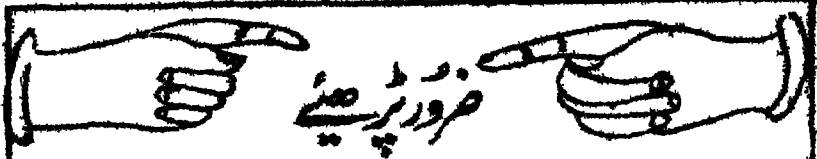
"التماس ضروری"

اس گرنتھ کی کاپی زیر اہتمام میرے لکھی گئی۔ اور
چھپی اور میں نے حتے الوسع اسکی درستی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں
چھوڑا۔ پھر بھی انسان خطا کا پتلا اور بھولن ہارا ہے
اس لئے میری کم فہمی سے اگر کوئی لفظ میری سمجھ میں آیا ہو۔ یا درشٹی دوش
یا کسی اور پرکار سے کوئی اشدھی رہ گئی ہو۔ تو اسکا کارن بھوت
کمترین کو ہی سمجھیں۔ مہاراج جی صاحب اس سے بالکل مبرا ہیں
نیز اس کتاب کے نوٹ بھی میں نے ہی لکھے ہیں۔ اس لئے
اگر ان میں بھی کوئی اشدھی ہو۔ تو پاٹھک گن کھما کریں۔ اور
کرپا کر کے اطلاع دیں۔ تاکہ دوسری بار کے ایڈیشن میں
درستی کیجاوے۔ یہ میرا سجن پرشوں سے بڑے ادب سے التماس ہے۔

آپکا شبھ چنتک

داس نتھو رام ولد لالہ رادہا مل جینی زیرہ ضلع فیروزپور پنجاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲	۲۳	عملی	علمی
۷۳	۱۹	ان اپدیش کا	ان کا اپدیش
۷۷	۲۳	سے	پہ سے
۷۹	۲۲	حماقت	حماقت
۸۱	۱۸	اُن کا	اُن کو
۸۱	۲۲	ڈراتے	ڈرتے
۸۲	۷	تندکھین	تندی کھین
۸۲	۱۳	مجھے	ہیں
سطر ۸	۲۰	صفحہ	صفحہ ۸۴
۸۳	۳	بے سمجھی	کیا بے سمجھی
۸۵	۲	جیووں کا	جیووں کا مرنا
۸۵	۵	جیووں کا	جیووں کا ہونا
۸۶	۲۳	پانی	پانی میں
۸۷	۳	اگر سادھو	اگر سادھو گرم پانی استعمال کریں تو
۸۸	۱۸	جینی	جین
۸۹	۲	بدھی	بدی
۸۹	۱۰	سکتا ہے	سکتا نہیں ہے
۸۹	۱۲	ایشور کا صرف	ایشور کو صرف
۹۰	۲۱	بات بھی	بھی
۹۱	۳	گُن	اُن سے
۹۱	۸	تحریر کی	تحریر کا
۹۲	۲۱	آپ	اپنا

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	درست
الف	۹	سنرن	سرن
۳	۱۰	کرشاستر	کرمن شاستر
۸	۱۹	مٹ	مٹھ
۹	۱	नमः	नमः
۹	۱	प्रेरिणाप्वादि	प्रेरिणाप्वादि
۹	۳	भिन्नादिनकाः	भिन्नानादिकाः
۱۴	۱۳	کیونکہ	کیوں
۱۵	۹ حاشیہ پر	جس نت	جین مت
۲۳	۱۰-۱۱	بھبھول	بھوون
۳۰	۶	جتینے شتریتھ	جیسے جیو کے شتریتھ
۳۱	۲۱	سمجھانے کر	سمجھائی
۴۸	۲	ऽ न	ऽन
۴۹	۲۱	شر یتھ دیو	شری نجھدیو
۵۱	۲۰-۲۲	ہیں درست ہے وتی عالی نہیں	جاین بنیوں کی
۵۲	۲۱	لکھتے ہیں	لکھا ہے
۵۹	۵	ایشور کا	ایشور کے
۶۱	۱۷	ज्ञायरीता	मायरीयारा
۶۶	۷	اس ترجمہ	اس کا ترجمہ
۷۰	۱۶	منترہ کو	منترہ کا
۷۱	۱۰	سے	کے

اننت درشن اننت چارتر۔ اور اننت بیریہ سکھت۔ جیون مکت اور بدیہہ مکت۔ اُنھے سرب جگت کو بنانا اور پالنا وغیرہ اُپادھی رہت۔ کو ایشور ماننا چاہیئے۔ (۳) جین آگم سمیک گیان کے کرانے والے ہیں۔ انکو آپ پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا۔ آپ سننا اور دوسروں کو سنانا جینیوں کا مکھ دہرم ہے۔ (۴) شودیو۔ شوگرو۔ شودہرم۔ کے گرہن کرنیمیں اور کودیو۔ کوگرو۔ کودہرم کے چھوڑنے میں ہونش لا (अहोनिश) (دن رات) پرورت رہنا چاہیئے۔ (۵) ہر ایک کام کرتے وقت لابھ لابھ اور اسکے انتم یعنی انجام کا خیال پہلے سے کر لینا چاہیئے اور (प्रायश्चित) کو سمجھنا چاہیئے (۶) سکل پرانی ورگ دیا کرنا جین دہرم کا واستوک رہسیہ ہے۔ (वास्तविक रहस्य है) ارتھات سلئے دیا اور پردیا پرسپر سمبلت ہیں۔ اسواسطے موکش ابلاشی گرہست پرانی کو پرایک (स्वदया) ہی اپنی دیا کرنی چاہیئے۔ (۷) سرب انوبائی ودوان پرشوں سے تھا دیگر لوگوں سے شاستر انوسار پریم پوروک شانتی سہت برتاؤ کرنا چاہیئے۔ (۸) کو سمپ کا ناش اور سمپ کی برھی پرایک جہالت کا ناش کرکے سمیگیان کی برھی کرنی چاہیئے (۹) سرا ایکیہ دوسرے کے سُکھ سمپتی اور رتبہ پر لوار کو دیکھکر دلگیر نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایسا سوچنا چاہیئے۔ کہ اُس نے پورب جنم میں اچھی کمائی کی ہے اور میں نے نہیں کی۔ سو اب مجھے اور سمپتی والے کو دلمیں نہ لانا چاہیئے کہ اسکی سمپتی کیوں ہے اور اکیلے کی کیوں نہیں کیونکہ ہر ایک کی اپنی ہی پاپ پُنیہ ان سمپتی کا کارن ہے۔ (۱۰) سکل جیوں کو سرتھا بُرا چھوڑکر شودہرم آتی کرنیمیں ایکچت رہنا چاہیئے۔ (۱۱) قماربازی۔ چوری۔ شراب۔ ماس۔ شکار۔ بیسوا۔ پر استری کا سنگ یہ سات ویسن (व्यसन) کو جنم سے لیکر آخر تک قطعی نہ سیونا چاہیئے۔ (۱۲) دو وقت کی سندھیا وغیرہ کرنا جینیوں کا پرم دہرم ہے (۱۳) ستیہ ہنسا۔ چوری۔ مینتھن۔ پرگرہہ کے تیاگی اور ست شاستروں کے اپدیشکوں کو گرو ماننا چاہیئے۔ (۱۴) سرگ پرینت شاستر انوسار مکتی مارگ کو دہرم اور اس سے بپریت کو ادہرم سمجھنا چاہیئے (۱۵) سنسارک کاریوں سے بچتے وقت کو دہرم کرتوں میں لگانا چاہیئے۔ (۱۶) ایکادشی اشٹمی اور دوادشی اور پانگ آدی انیک شاستر سوچت پربہو پر تما پوجن میں نرنتر دت چت رہنا چاہیئے۔

---

۱ سچا۔ ۲ آدمی۔ ۳ ہر ایک ۴ تمام ۵ اصل ۶ سارے ۷ آپس میں ۸ رلی ملی ۹ زنا۔ ۹ سرگ کا بیان کردہ ۱۰ بیان شدہ ۱۱ ہمیشہ ۱۲ چت کو لگانا چاہیئے

گوکلچند کاتب۔ اردو ہندی گورمکھی۔ سندھی۔ انگریزی و سنسکرت نویس کوچہ ددگراں لاہور

بغیر بچیر بچار کئے کے اپنے ویاکرن میں داخل کئے ہیں - جیسا کہ -

त्वाहौसौ ॥ यूयवयौ जसि ॥ तुभ्यमह्यौङपि

وغیرہ وغیرہ پانِنی ویاکرن کے مہان بھاشیہ کے کرتا پتنجلی رِشی بھی شاکٹائن کو یاد کرتے ہیں

नामचधातुजमाह व्याकरणेशाकटस्यचतोकम्

वैयाकरणानांच शाकटायन आह धातुजंनामेति

ووی کلپ درم کا کرتا بوپ دیو بھی شاکٹائن کو پراچین ویاکرن سمجھتے ہیں -

इन्द्रश्चन्द्रकाशकृत्स्नापिशली शाकटायनः ।

पाणिन्यमर जैनेन्द्रा जयन्त्यष्टादिशाब्दिकाः

ارتھ - اندر - چندر - کاش کرت سن - آپی شلی - شاکٹائن پانِنی - امر اور جیندر یہ آٹھوں ویاکرن پراچین ہیں - مذکور شاکٹائن آچاریہ کا نام رگ وید اور نِرکت - یجروید کی پرتی شاکھیا او جس کی زبگیتی میں بھی آتا ہے انیادی تحریر پروفیسر ایبرٹی سے مفصل دیکھنا ہووے تو مذکورہ ویاکرن دیکھ لینا چاہئے پاٹھکو کیا ہی اچھا ہوتا اگر سوامی جی ایسی ایسی زبردست پرمان دیکھ لیتے تو کیوں ناحق جھوٹے الزام سرشٹی جین دھرم پر لگاتے جین مت کی پراچینتا کا زیادہ بیان دیکھنا ہووے تو تتو نرنے پرساد مولفہ شری شری شری شری ایک ہزار آٹھ شری مد بجیانند سوری کا ستد نام آتما رام جی مہاراج کا انیسواں ستمبھ دیکھ لیویں -

اسکے بعد سوامی جی نے لکھا ہے کہ جینی لوگ اپنی کتابیں کسی دوسرے مذہب والے کو نہیں دیتے اس بات کا جواب سبق بنا کے اندر ہی آگیا ہے دوہرانا لاحاصل ہے عقلمند لوگ اس ڈری سی تحریر سے ہی سچ اور جھوٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں

بقول سے ؎ العاقل تکفیہ الاشارۃ

جین دھرم کے سولہ موٹے اصول

(۱) ست گیان اور ست گیان سے جگت (ریت) بدارتھ جاجا ہیں وہ سب یتھارتھ نے کیے مت ست آدیپا ہتھک نے کے مت انت اور انکا پیدائے اُت پتی کارن यथो यथ उत्पत्ति कारण کال بھاؤ کرم نیتی پیدک (۲) اپرتا جیسے ترتھنکر جینیشور ہیں او سرگت وغیرہ نام ہیں - جو اٹھارہ دوش مت سب کی ست سے ابناشی اشنگیا

شاکٹاین ویاکرن کا پرتھم منگلا چرن یہ ہے۔

नमः श्री वर्धमानाय प्रबुद्धाशेषवस्तवे ॥
येन शब्दार्थसंबंधास्सार्वेण सुनिरूपिता ॥

ارتھ۔ جس سروگ پربھو نے شبد اور ارتھ کا سمبندھ نروپن کیا ہے۔ جو سب بستو کے سروپ کے جانکار ہیں۔ ایسے شری بردھمان پربھو (جینیوں کے چوبیسویں ترتھنکر شری مہابیر جی سوامی) کو نمشکار ہو۔

(۲) شاکٹاین آچاریہ اپنے ویاکرن کے پرتیک پدانت میں۔

"महाश्रमणसंघाधिपतेः श्रुतकेवलिदेशीयाचार्यस्य शाकटायनस्य ॥"

ایسا لکھتے ہیں۔ اُس میں شرمن، سنگھ، ادھی پتی اور شرت کیولی شبد ایسے ہیں۔ جو صرف جین دھرم کے سانکیت (مقرر شدہ) شبد ہیں۔ یہ شبد دوسرے دھرم پستکوں میں نہیں ملتے ہیں۔

(۳) اس ویاکرن کی بہت سی ٹیکائیں ہاتھ لگی ہیں۔ اُن ٹیکا کاروں نے بھی شاکٹاین آچاریہ کو پرم جینی کہا ہے۔ جس کی نظیر یہ ہے۔ کہ ٹیکا کار جس ورمن کہتے ہیں۔

स्वस्ति श्री सकलज्ञानसाम्राज्यपदमाप्तवान्
महाश्रमणसंघाधिपतिर्यश्शाकटायनः ॥

ارتھ۔ سب گیان پراپت کرکے جنہوں نے وِدوانوں میں چکرورتی پد پراپت کیا ہے۔ ایسے مہاں سادھوؤں کے سنگھ کا ادھی پتی (جین آچاریہ) شاکٹاین آچاریہ ہوئے ہیں۔ شاکٹاین آچاریہ جینی تو ثابت ہو گئے۔ اب آگے جین دھرم کی پراچینتا سدھ کرتے ہیں پرسدھ ویاکرن پانِنی رشی کے پہلے شاکٹاین آچاریہ ہوئے ہیں یہ بات سدھ ہے کیونکہ

विप्रभृतिषु शाकटायनस्य ॥ लङः शाकटायनस्यैव । व्योर्लघुप्रयत्नतरः शाकटायनस्य ॥

اتیادی سوتر پانِنی رشی نے اپنے ویاکرن میں داخل کئے ہیں۔ مگر شاکٹاین ویاکرن میں پانِنی کا نام بھی نہیں آتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شاکٹاین آچاریہ پانِنی رشی سے پہلے ہوئے ہیں۔ پانِنی رشی نے شاکٹاین آچاریہ کے کتنے ہی سوتر

eight principal Grammarians in the well-known sloka found in Kavi Kalpadruma of Bopadeva and elsewhere. These eight Grammarians thus named are:—

Indra, Chandra; Káśakrtsna, Apiśali, Sakatáyaná Panini, Amara and Jainendra, The sloka runs as follows:—

इन्द्रश्चन्द्रः काशकृत्स्नापिशलीशाकटायनः।
पाणिन्यमरजैनेन्द्रा जयन्त्यष्टादिशाब्दिकाः

Śákatáyana mentions in his sutras only Indra, pp. 11, 14, 34 and 92, Siddhanandin, pp 47, 15 and 87, 34, and Aryavajra p.p. 10, 11, and 12. 13 as previous Grammarians

× ×

A striking feature of the Sabdánu śásana is that it does not treat of Svaraidika while Panini pays particular attention to it. Vedic works, however are otherwise much noticed by Śákatayana, and in this respect his work is not deficient to Pánini. The omission of the Svarvaidka accounts perhaps for the neglect Śákatayana has suffered at the hands of the Brahmanas, while it explains the favour with which he is regarded by the Jainas. If Śákatayana was Jaina this ommission must be regarded as intentional &c. &c. &c.

---

asthe worKe of Sákatáyana srutaKevali
desiryáchárya the president of the great
jain assemibly महाश्रमणसंघाधिपते: श्रुतकेवलि-
देशीयाचार्यस्यशाकटायनस्य, Panini repeatedly
mentions SáKatáyána and the Places,
thus alluded to, are also found in the
Sabdánusásana. Panini III. 4. 111; VIII.
3, 18; and VIII; 450, correspond respec-
tively to SáKatayana's याद्दिषो भेर्जुस्वा (pp.
35, 91+220, 290) वानुस्यात् (PP. 8. 12 and 14, 66),
and न संयोगे (PP. 6, 18 and 9. 31);
Patanjali in his Mahábháshya ref-
ers also to SaKatáyana when he com-
ments on Panini III. 4, 111 an III. 3, 1 (उणा-
दयो बहुलम्) In the latter Place he rem-
arks:– नाम च धातुजमाह व्याकरणे शाकटस्य च-
तोकम्। वैयाकरणानां च शाकटायन आह धातुजं-
नामेति॥ In fact the Unadisutras of SáK-
tayana have found general admission
among Grammarians and have been an-
notated by various commentators –
such as Ujjvalladatta, Mádhava and
others.
SáKatáyan is mentioned as one of the

قران وغیرہ میں نہیں ہے۔ تو کیا یہ کتابیں بالمیک وغیرہ سے پرانی ثابت ہونگی؟
ہرگز نہیں۔ اسی طرح اگر بالمیک رامائن وغیرہ میں جَین گرنتھوں کا نام نہیں
تو اس سے جین مذہب نوین ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جب جین مت بودھ مت سے
پراچین ثابت ہو گیا۔ تو باپ بیٹے کی مثال بھی فضول ہے۔ جین مذہب کی پراچینتا
کی پشٹی کے لئے ایک اور زبردست پرمان شاکٹائین ویاکرن کا لکھا جاتا ہے۔
پاٹھک گن اس پر غور کریں۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں مدراس پریذیڈنسی کالج کے سنسکرت
اور Comparative Philology کے
پروفیسر مسٹر گستاؤ اوپرٹ پی ایچ ڈی نے
Professor Gustav Oppert Ph. D.
شاکٹائین ویاکرن پرسدھ کیا ہے۔ جس سے جینؔ دھرم کی پراچینتا کی سدھی میں
بہت سی باتیں ایسی ظاہر ہوئیں ہیں۔ کہ جَین دھرم کو نوین بتلانے والے
بہت سے پنڈت چکت (حیران) ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اس شاکٹائین ویاکرن
کے کرتا جَین دھرم انویائی ہوئے ہیں۔ اور اس کا زبردست ثبوت پروفیسر
مسٹر اوپرٹ کی مندرجہ ذیل پرفیس (دیباچہ) دیکھنے سے معلوم ہو جاویگا۔

Professor Gustav Oppert writes:— Panini refers to Shaktayana as a previous Grammarian and this supplies a reason why the latter makes no mention of the former. Sakatayana's name occurs also in the Pratisakhyas of the Rigveda and Sukla Yajurveda, and in Yaska's Nirukta,

(2) The Colophon at the end of each Pada of the Sabdanusasana names the Grammar

نہیں ہے۔ بعد میں سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ مہابھارت وغیرہ میں جینیوں کا نام نہیں
سوامی جی کا یہ لکھنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ مہابھارت کے شانتی پرب کے
دوسو اٹھارویں ادھیائے میں بودھ مت کا کھنڈن کیا ہے۔ جس کال
میں جس مذہب کا کھنڈن کیا جاتا ہے۔ اُس وقت وہ مذہب اکثر کرکے ترقی
پر ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بودھ مت مہابھارت سے پراچین
ہے۔ اور بودھ مت سے جین مت پراچین ہارمن یاکوبی وِدوان نے تری
آچارنگ سوتر کا ترجمہ کرتے وقت دیباچہ میں کئی دلیلوں سے ثابت کیا ہے
سو یہ مذکورہ تحریر جو صاحب دیکھنی چاہیئے دیکھ سکتا ہے۔ نیز تواریخ ہند میں
بھی جین مت بودھ مت سے جُدا اور قدیم تر کہا ہے۔ جب بودھ مت سے
جین مت پراچین ثابت ہوگیا۔ تو پھر وہ مہابھارت سے پیچھے کا کیسے ہو
سکتا ہے۔

بعدازاں سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی جینی یہ کہے۔ کہ جینیوں کی کتابوں
سے داستانیں لیکر بالمیک وغیرہ نے کتابیں بنائی ہونگی۔ تو اُس سے پوچھنا
چاہیئے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ بالمیک کی تصنیف میں جین مذہب کی کتابوں کا
نام کہیں بھی نہیں لکھا۔ اور جین مذہب کی کتابوں میں اُن کا نام کیوں آتا
ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جواب ۱۔ آجکل بھی اگر کوئی کسی کتاب کی چوری کرتا ہے۔ تو پکڑے جانے کے
خوف سے وہ عبارت کو ضرور اُلٹ دیتا ہے۔ اور اُس کا نام وغیرہ نہیں لکھتا۔
تو پھر بالمیک جی وغیرہ نے اگر نہ لکھا تو کیا تعجب ہے۔ اور جو یہ لکھا ہے کہ جین مذہب
کی کتابوں میں اُنکا نام کیوں لکھا ہے۔ سو ہماری کتابوں میں نام ہونے کا
یہی باعث ہے۔ کہ ہمارے آچاریوں نے کسی کی کتابوں سے عبارت لیکر اپنی کتابیں
نہیں بنائی۔ اُنہوں نے تو سروگوں کے آگم دیکھکر بنائی ہیں۔ یعنی جین آگم انوسار
بنائی ہیں۔ اِس لیئے اُنہوں نے جو کوئی اُنکے وقت میں تھا۔ اُس کا نام لکھنے
میں خوف نہیں کیا۔ اور نیز بالمیک جی وغیرہ کا نام بائیبل۔ توریت۔ انجیل

ओं

جَین مذہب کی پراچینتا

سوامی جی نے دیباچہ ضمنی میں جَین مذہب کے پراچین نہ ہونے کے ایک دو بے بنیاد پرمان لکھے ہیں۔ جن کا جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ سوامی جی نے اوّل پرمان یہ لکھا ہے کہ جب آریہ ورت کے باشندوں سے حق و باطل کے بخوبی تمیز کرانے والی وید ودیا دور ہو گئی۔ اور اودیا کے پھیلنے سے مختلف فرقے کھڑے ہو گئے۔ تو یہی سبب جین وغیرہ خلاف علم و عقل مذاہب کے رواج پانے کا ہُوا۔ کیونکہ بالمیک کی تصنیف اور مہابھارت وغیرہ میں بیان کی ہوئی رام اور کرشن کی داستانیں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہب ان کے بعد جاری ہُوا۔ اگر جینی لوگوں کا مذہب جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔ ویسا ہی قدیم ہوتا تو بالمیک وغیرہ کی کتابوں میں ضرور اُن کا ذکر آتا۔ پس جین مذہب ان کتابوں کے بعد چلا ہے۔

جواب — [illegible] سارے مجنواب [illegible] بھی کوئی پرمان ہے اس سے کیا ثابت ہُوا۔

کیا اس طرح سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ جب آریہ ورت کے باشندوں سے حق و باطل کی بخوبی تمیز کرانے والی جین آگم ودیا دُور ہو گئی۔ اور اودیا کے پھیلنے سے مختلف فرقے کھڑے ہو گئے۔ تو یہی باعث ویدانت وغیرہ مذاہب کے رواج پانے کا ہُوا۔ اس طرح سے اگر ثابت ہونے لگے تو ہم کیا بلکہ ہر ایک مذہب والا اسی طرح کہہ دیگا۔ تو کیا اس طرح سے کچھ ثابت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پس سوامی جی کا ایسے لکھنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کوئی پرمان

درست کرلیویں - اور جو میری اس کتاب کے دیکھنے سے کسی کو تکلیف
یا رنج پیدا ہو - معاف فرمالیے گا - کیونکہ ہمارا یہی دہرم ہے - پنکتی -

खामेमिसव्वेजीवेसव्वेजीवाखमंतुमे
मित्तीमेसव्वभूएसुवेरंमझनकेणई

इति श्रीमद्विजयानन्द सूरिवर्य्या-
णां श्रीमन्महोपाध्याय श्री लक्ष्मी-
विजयानां शिष्य श्रीमद्विजयकम-
ल सूरीश्वराणां लघु शिष्य मुनि ल-
ब्धिविजयेन विरचितो यंदयानंद
कुतर्क तिमिर तरणि नामा ग्रंथः -
समाप्तिमगमत्
ओम् शान्तिः शान्तिःशान्तिः

بہت سی باتیں گول مول ہیں"

آہا ہا! کھنڈن کرنے کا طریقہ خوب سیکھا ہے۔ کیا ہی کہنا۔ کیا کبھی اس طرح سے بھی کھنڈن ہوا کرتا ہے۔؟ - یہ تو ہمارا منتب ہی ظاہر کیا اگر کچھ مادہ تھا۔ تو تردید لکھکر دکھائی ہوتی۔ پیارے پاٹھکو غور کرنا چاہئے کہ کیا پربتوں کے اوپر شلائیں نہیں ہوا کرتیں ؟ - جس کو سوامی جی گپ لکھ رہے ہیں۔ جبکہ پربتوں پر شلائیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ تو میرو پربت پر کیوںٹ ہونگی۔ کیونکہ ہم اُن شلاؤں کو میرو پربت پر ہی مانتے ہیں۔

اب ہم سوامی جی کے تھوتھے پوتھے ستیارتھ پرکاش کی سچائی کہاں تک لکھیں۔ اگر تمام باتوں کو پبلک پر روشن کیا جاوے۔ تو ستیارتھ پرکاش سے بھی دوگنی کتاب بن جاتی ہے۔

طُول فضول چھوڑکر اختصار اختیار کیا گیا۔ عقلمند لوگ اس ہماری مختصر تحریر سے ہی پورا نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ پاٹھک گن اگر اس کتاب کو غور سے پڑھتے وقت ستیارتھ پرکاش کا بارھواں سُملاس ساتھ دیکھیں گے۔ تو اُن پر بخوبی روشن ہو جاویگا۔ کہ سوامی جی کی کوئی بات باقی نہیں رہی۔ کہ جس کا کھنڈن نہ کیا گیا ہو۔ اور نیز یہ بھی معلوم ہو جاویگا۔ کہ سوامی جی ایسے لیاقت والے تھے۔ ہمارا ارادہ کسی کے دل کو دُکھانے کا نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا اصول ہی یہ ہے۔ ہم نے یہ ہر جتن پکش پات رہت ہوکر ست است کا نرنے کرنے کے لئے اور اُپکار بدھی سے کیا ہے۔ اگر میری اس ترکپش پات تحریر سے کسی تعصبی کو رنج ہو تو بقول

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ میرا کوئی قصور نہیں چونکہ انسان سہو و خطا کا پتلا ہے۔ اس لئے کوئی غلطی پرمادہ سے یا درشٹی دوش سے رہ گئی ہووے۔ تو مہربانی کرکے اس کو

ہیں مانتے ہیں۔ کس وید میں کرہ زمین کو پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) کے محیط والی کہا ہے
جب امریکہ دریافت نہیں ہوا تھا۔ انگریز صاحبان کتنی جگہ کو ساری دُنیا
بتلاتے تھے۔ اُن کے سدھانت ہمیشہ پلٹتے رہتے ہیں۔ انگریز صاحبان
کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ اب تک تمام دریافت نہیں ہو سکی۔ تو پھر اس پندرہ
ہزار والے کرہ محیط پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ بڑی عقلمندی پائی جاتی ہے۔
دن بدن نئے نئے ٹاپو دریافت ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے ۱۵۰۰۰
(پندرہ ہزار) کے محیط والی کرہ زمین کو ماننا درست نہیں ہے۔

اس کے بعد سوامی جی نے صفحہ ۴۸۹ پر لکھا ہے۔ کہ "جینی کروکشیتر (कुरुक्षेत्र) کو ایک چھوٹا سا قطعہ زمین ہے۔ اُس کو نہ دیکھکر اُن کو
جھوٹی بات لکھنے میں شرم نہیں آئی"

۴ میں ۸۴ ہزار ندیاں نتے ہیں کا کروکشیتر

جینی جو دیوکرو۔ اُتر کروکشیتر کہتے ہیں۔ سو اس بھارت ورش کے
کروکشیتر کو نہیں کہتے۔ مذکورہ بالا جمبو دیپ۔ دھاتکی کھنڈ۔ اوپشکرارد
دیپ کے کروکشیتر اور لگھو کھیتر سماس۔ लघुक्षेत्र समास دیکھ
لیوے۔ پھر سوامی جی کی سچائی خود بخود ہی پبلک پر روشن ہو جاوے گی۔
سوامی جی جس کروکشیتر کا بیاں کرتے ہیں۔ کیا اور کوئی کروکشیتر کو نہیں
جانتا۔ کہ پانی پت کرنال وغیرہ۔ شہروں کے پاس جو کروکشیتر ہے۔ وہ
کرو راجہ کے زمانہ سے بسا ہوا ہے۔ جینی لوگ اس کروکشیتر میں ۸۴
ہزار ندیاں کب کہتے ہیں۔ سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ ایسی دروغ
بات لکھتے شرم بھی نہیں آئی۔ شرم دروغ گو کو کرنی چاہیئے۔ نہ کہ
سچے کو۔

اس کے بعد سوامی جی اتی پانڈو کملا وغیرہ شلاؤں کا بیان لکھکر
فرماتے ہیں۔ کہ دیکھئے" ان کے ترتھنکروں کی سالگرہ کے جلسے وغیرہ
کرنے کی شلا کو۔ ایسی ہی مکتی کی سدھ شلا ہے۔ ان ہی اُن کی

اس کے آگے صفحہ ۴۸۷ پر تحقیق بنکر مکتی کے بارے میں جو باتیں لکھی ہیں۔ اُن کا کھنڈن پیشتر ہو چکا ہے۔ اس لئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیا سوامی جی کی یہ کوئی عقلمندی ہے۔؟ کہ ایک ہی بات کو بار بار لکھا۔ سوامی جی پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ "اتنے بڑے آدمیوں کے لئے گھر اور قصبے کتنے بڑے ہوتے ہونگے۔ جہاں اتنے لمبے انسان ہونگے۔ وہاں اُتنے بڑے لمبے درخت کیوں نہ ہونگے۔ چیونٹی اگر فکر کرے کہ ہاتھیوں کے گھر کتنے بڑے ہوتے ہونگے۔ تو اُسکی یہ سوچ کرنی بے فایدہ ہے۔ دیکھو منو جی نے جہاں (हिरण्यकाश्यप) دیت کا بیان کیا ہے۔ کہ وہ اتنا اونچا تھا۔ کہ جس کی کمر سورج کے برابر پہنچتی تھی اور اس کا باقی جسم سورج سے بھی بلند تھا۔ اس بات کو سچ سمجھنا چاہیئے یا جھوٹ۔ اگر کہوگے سچ۔ تو پھر جینیوں کے تین کوس لمبے انسان ہونے میں کیا تعجب ہے۔ اگر کہوگے جھوٹ۔ تو آپ کے کہنے سے جینیوں کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ کیونکہ جس نے اپنے ویدک آچاریہ کی تحریر کو جھوٹ سمجھا۔ وہ شخص اگر جینیوں پر جھوٹا اعتراض اُٹھاوے۔ تو کیا بڑی بات ہے

اس کے آگے صفحہ ۴۸۸ پر جو باتیں پلیویم کے پیمانہ کے لئے تحقیق بنکر لکھی ہیں۔ اُن کی تردید قبل ازیں ہو چکی ہے۔ افسوس ہے۔ کہ سوامی جی کی یادداشت ایسی تھی۔ کہ ایک بات کو بار بار لکھکر صفحے کالے کرتے تھے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جمبودیپ۔ لون سمندر دھاتکی کھنڈ۔ کالودھی اور پشکراردھ पुष्करार्ध द्वीप وغیرہ دیپ جو کہ جینی لاکھوں یوجن کے مانتے ہیں۔ اس پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) محیط والے کرہ زمین میں کیوں کر سما سکتے ہیں۔ یہ بات جھوٹ ہے۔"

جینی لوگ کب اِن دیپ سمندروں کو آپ کے مانے ہوئے کرہ زمین

دیانند جی نے نئی روشنی والوں کی صحبت سے خوب من مانی ودیا سیکھ لی۔ لیکن یاد رہے۔ کہ ماسوائے سماجیوں کے اور کوئی دوسرا اس پر عمل نہ کریگا۔

اس کے آگے صفحہ ۴۸۶ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگ چودہ راجیہ (سلطنتیں) مانتے ہیں"۔

سوامی جی کی اور عقل دیکھو۔ لکھتے ہیں۔ کہ جینی لوگ چودہ راجیہ مانتے ہیں "پاٹھک جنو"۔ جینی لوگ ۱۴ رجو مانتے ہیں۔ جو کہ ایک پیمانہ کا نام ہے۔ نہ کہ راج کا۔ سوامی جی کو اتنی علمیت کہاں تھی۔ کہ جین شاستر کو سمجھ سکتے۔

اس کے آگے لکھا ہے۔ کہ جس کا پردیس ہوتا ہے۔ وہ بھبھو نہیں اور جو بھبھو نہیں۔ وہ سروگ کیول گیانی ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس کا کھنڈن پیشتر لکھا گیا ہے۔ پھر سوامی جی اسی صفحہ پر محقق بن کر لکھتے ہیں "خوب اس کرہ زمین پر تین پلیوپم کی عمر اور تین کوس کے جسم والے انسان بہت تھوڑے سما سکیں گے۔ مثلاً بمبئی جیسے شہر میں دو اور کلکتہ جیسے شہر میں تین یا چار آدمی آباد رہ سکیں گے"۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کہ جین مت میں جتنا جسم کی اونچائی کا ماپہ ہے۔ وہ اُتسید اونگل کے حساب سے سمجھنا۔ اور اسی اُتسید اونگل کے حساب سے تین کوس کے انسان دھائکی کھنڈ۔ پشکراردھ وغیرہ دیپوں میں مانتے ہیں۔ دھائکی کھنڈ اس جمبو دیپ سے آٹھ لاکھ کوس اور پشکراردھ دیپ (पुष्करार्द्ध द्वीप) ۵۶ لاکھ کوس دور مانا ہے ہم یہ کب کہتے ہیں۔ کہ اس کرہ زمین میں اتنے لمبے انسان ہیں۔ سوامی جی بڑے چالباز تھے۔ جتنی تحریر لکھی ہے۔ سب چالبازی سے بھری ہوئی ہے۔

جیسے سورج کے سامنے چراغ کی روشنی۔ اُس کی کیا طاقت ہے۔ کہ مذکورہ
گرنتھوں کی راستی کے سامنے ٹھیر سکے۔ اگر کوئی جوتش ودیا کا پاٹھی جین
کے جوتش گرنتھوں کو دیکھے گا۔ تو اُس پر خود بخود ہی روشن ہو جاویگا۔
اِس کے آگے صفحہ ۴۸۵ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "اب دیکھو
بھائی اس کرہ زمین میں اتنے سورج اور اتنے چندرماں جینیوں کے گھر
میں تپتے ہونگے۔ بھلا اگر یہ سب تپتے ہونگے۔ تو جینی کس طرح سے بچتے
ہیں۔ اور رات کیوقت بھی جینی لوگ مارے سردی کے اکڑ جاتے ہونگے"
جینیوں کے اتنے سورج اور چاند تب تپیں کہ جب وہ ایک ہی جگہ
پر اتنے مانتے ہوں۔ وہ لون سمندر دھاتکی کھنڈ۔ کالودھی سمندر اور
پشکرارده دیپ جو کہ لاکھوں ہی یوجن کے ہیں۔ اُن میں اتنے سورج
اور چاند مانتے ہیں۔ تو پھر سوامی جی کیوں گھبرا گئے۔ کیا پری براجکوں
کا یہی لکشن ہے۔ کہ چھل کپٹ کے ذریعے کھنڈن منڈن لکھنا۔
دیانند جی کے اوپر اُن کے نراکار ایشور کی ایسی گھور کرپا ہوئی تھی۔
کہ بُرے الفاظ اور جھوٹ لکھنے میں ہی بہادری سمجھتے تھے۔ جیسا کہ
کوئی بدعورت جب کسی سے لڑائی کرے۔ تو وہ ماسوائے گالیوں کے
کچھ نہیں بولتی۔ ایسے ہی سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں جہاں
جہاں مت متانتروں کا کھنڈن کیا ہے۔ ماسوائے بُرے الفاظ اور ٹھٹھا
اُڑانے کے اور کچھ نہیں لکھا۔ لیکن یہ کام دانشوروں کا نہیں ہے
جینیوں کے گھر اتنے سورج کیا بلکہ اِس سے بھی زیادہ گیان سورج
تپ رہے ہیں۔ وہ آپ کے اگیان اندھکار میں کبھی نہیں گر سکتے ہیں نیز
سوامی جی ایک اتنی بڑی گپ لکھ گئے ہیں۔ کہ سوائے کوہ ہمالیہ کے اور
کوئی میرو پربت نہیں ہے۔ کسی جوتش گرنتھ میں یہ نہیں لکھا ہے۔
کہ کوہ ہمالیہ میرو پربت ہے۔ اور نہ ہی کسی دھرم شاستر میں ایسے لکھا ہے

میں خود سوامی جی کو اس قدر مہارت تھی - کہ جب وہ لڑکپن میں نرت کاری کیا کرتے تھے - تو دور دور سے لوگ اُن کا ناچ دیکھنے کے لئے آتے تھے نامعلوم اس فن میں اس قدر کمالیت حاصل کرنے سے بھی یہ بات اُن کے مغز میں کیوں نہ سمائی - زمانہ حال میں بھی ایسے ایسے مرد اور عورت ناچنے والے پائے جاتے ہیں - کہ جن کے کرتب کو دیکھکر بڑے بڑے عقلمند حیران رہ جاتے ہیں - کوشا ویسوا نے اپنے بدن کو ایسا سادھا ہُوا تھا - کہ جس سے وہ بڑا اعلےٰ ناچ کر سکتی تھی - اب ہم سوامی جی کی لیاقت کہاں تک ظاہر کریں - عقلمند لوگ تھوڑی سی تحریر سے ہی سمجھ سکتے ہیں سوامی جی نے جو جو باتیں لکھی ہیں - جھوٹ اور تعصب سے پُر اور بے سمجھی کی ہیں -

اس کے بعد صفحہ ۳۸۴ پر سوامی جی نے محقق بن کر لکھا ہے -

"کرہ ارضی اور کرہ سماوی کے علم جاننے والو اب سنو - اس کرہ زمین میں جینی لوگ اتنے چاند اور سورج مانتے ہیں - آپ لوگوں کی بڑی خوش قسمتی ہے - کہ ویدمت کے پیرؤں کی تصنیف سورج سدھانت وغیرہ علم ہیت کی کتابوں کے پڑھنے سے علم کرہ ارضی وسماوی ٹھیک ظاہر ہو گئے - اگر کہیں جینیوں کی سخت تاریکی میں ہوتے تو ساری عمر اسی اندھیرے میں پڑے رہتے"

جینی لوگ جتنے دیپوں اور سمندروں میں جتنے سورج اور چاند مانتے ہیں - اُن کو صرف ایک ہی بھارت ورش کا دھوکا دیکر سوامی جی کیسے سچے بنتے ہیں - اُنکو چاہیئے تھا - کہ غور کرتے - کہ جینی لوگ اتنے سورج اور چاند صرف اکیلے ہی بھارت ورش میں کب کہتے ہیں - سورج سدھانت گرنتھ جینیوں کے گرنتھ بنام سورج پرگیپتی (सूर्यप्रज्ञप्ति) اور چندر پرگیپتی (चन्द्रप्रज्ञप्ति) اور آدم سدھی وغیرہ گرنتھوں کے سامنے ایسا ہے

نہ سُدھریں گے۔ ضرور ہی سُدھریں گے۔ اگر ایسے کی صحبت سے نہ سُدھرینگے تو کیا کامی۔ کرودھی۔ لوبھی۔ مانی وغیرہ کی صحبت سے سُدھرینگے؟ ہرگز نہیں
اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ" جینی لوگ کہتے ہیں۔ کہ راجہ کا حکم ماننا چاہیئے۔ لیکن جینی لوگ بنئے ہیں۔ اس لئے راجہ سے ڈر کر یہ بات لکھ دی ہوگی"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی جہالت کا ہے۔ ہم اب بھی کہتے ہیں۔ کہ راجہ کا حکم ضرور ماننا چاہیئے۔ جو لوگ ذرا بھی بادشاہ کے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں۔ اُنکو بقیہ عمر جیل خانہ میں گذارنی پڑتی ہے۔ سو یہ بات بذریعہ اخبارات پبلک پر بخوبی روشن ہے۔ اور جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ" ایک کوشا دیسوا نے تھالی میں سرسوں کی ڈھیری لگائی۔ اور اُس کے اوپر پھولوں سے ڈھکی ہوئی سوئی کھڑی کر کے اُس پر اچھی طرح سے ناچی۔ لیکن سوئی پاؤں میں چبھنے نہ پائی اور نہ ہی سرسوں بکھرنے پائی یہ بالکل جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے"

کوشا ویسوا ناچ گھر میں سرسوں کی بھری ہوئی تھالی دھر کر اور پھول رکھکر اس طرح ناچتی تھی۔ کہ جب ناچتی ہوئی اُس تھالی کے پاس آتی۔ تھی۔ تب اُچھل کر اُس پھول پر سے چار اُنگل اونچے چکر اس پھرتی سے دیتی ہوئی فوراً زمین پر پاؤں لگا دیتی تھی کہ پھولوں کو اور سوئی اور سرسوں کو اپنا پاؤں چھونے نہیں دیتی تھی۔ ظاہرا دیکھنے میں یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ دیکھو اس نے سرسوں کی بھری ہوئی تھالی پر کیا عمدہ ناچ کیا۔ دیانند جی نے اس بات کو جھوٹ کیوں سمجھا۔ حالانکہ ناچنے کے کام[1]

---

[1] اس بات میں اگر کسی صاحب کو شبہ ہو۔ تو دیانند چھل کپٹ درپن مولفہ پنڈت جیالال جی صاحب جینی۔ ساکن فرخ نگر ضلع گڑگانوں کا صفحہ ۹۸ دیکھ لیوے +

شہر کے لوگوں کے دل دھڑکنے لگے۔ اور ادہر اُدھر دوڑنے لگے۔ آخر میں جب انہوں نے منی مہاراج کے پاس آکر معافی مانگی۔ اور آئیندہ کے لئے عہد کر لیا۔ کہ ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے۔ تب مذکورہ منی نے اپنی ودیا پیچھے پھیر لی۔ جس سے لوگوں کے دل پھر قایم ہو گئے۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے یہ کام کس ارادہ سے کیا۔ اور سوامی جی نے کس طریقے سے بیان کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی تعصب سے بے فائدہ ہی کاغذ کالے کر گئے پھر آپ لکھتے ہیں۔ کہ اُس سادھو کا آتما مہاویر کی صحبت سے درست نہ ہوا۔ تو مہاویر کے کال کے بعد اُن کے سہارے حینی پوتر کبھی نہ ہونگے۔

کون کہتا ہے کہ اُن کا آتما پوتر نہ ہوا۔ اُن کا بگڑا ہی کیا تھا۔ دہرم کے بچاؤ کے لئے ایسا کرنے میں دھیان کرنا کون کہہ سکتا ہے کہ بُرا ہے۔ اتنا تو اہل اسلام بھی کہتے ہیں سے بے حکم شرع آب خوردن خطاست۔ دگر خون بہ فتوا بریزی رواست۔

شری مہاویر تیرتھنکر جیسے سروگ اور نرموہی کی صحبت سے یوگ پرُش کیوں

ہی افسوس ہے۔ کہ اُلٹا مانکر ایسے پوتر مہاتما کی کہ جن کی بڑے بڑے انگریز صاحبان اور دیگر ودوانوں نے تعریف کی ہے۔ بڑے سخت لفظوں سے رنڈیوں کی مانند نندیا کی ہے سچ ہے کسی قومی نے بھی کہا ہے۔

पयः पानं भुजंगानां केवलं विष वर्धनम्

مطلب:۔ اگر سانپوں کو دودھ کا پان کرایا جاوے تو وہ دودھ صرف زہر کو ہی بڑھاتا ہے اگرچہ آپ کو میری یہ بہت شکشا تلخ معلوم ہوگی۔ مگر دراصل میرا یہ کہنا آپ کے حق میں فائدہ مند ہے۔ اشدھ رہنا کوئی بھی نہیں پسند کرتا۔ کیونکہ اگر اشدھ رہنے میں ہی دہرم ہوتے تو بھنگی جو کہ بچارے تمام زندگی گندگی اُٹھاتے رہتے ہیں۔ دہرم پنگتی میں شامل ہونے چاہئیں۔ پس اگر آپ بھی اب میرا یہ کہنا نہ مانیں گے۔ تو اس میں میرا کیا دوش ہے۔ آپ کے کرموں کا دوش ہے۔

کیونکہ یہ رسم اُن میں ہی پائی جاتی ہے۔ اس بات سے کون ناواقف ہے
سب ہی جانتے ہیں۔
جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینیوں کے ایک دسمار سادھو نے
غصے میں آکر سوتر پڑھکر ایک شہر کو آگ لگادی" وغیرہ وغیرہ۔
اصل بات یہ ہے کہ جین کے ایک دسمار نامی مُنی ایک ایسے شہر میں
گئے۔ کہ جہاں پر ایسے لوگ بستے تھے۔ کہ اگر کوئی بھی سادھو وہاں
پر جاوے۔ تو بغیر تکلیف دیئے نہیں چھوڑتے تھے۔ دسمار مُنی نے
پہلے تو اُن کو بہت سمجھایا۔ کہ دھرمیوں کو دُکھ دینا بُرا ہے۔ لیکن اُنہوں
نے نہ مانکر اُس کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کیا جب مذکورہ مُنی نے دیکھا
کہ یہ لوگ اس طرح سے نہیں سمجھیں گے۔ اُس وقت اُدویگ جنک سوتر
(उद्वेग जनक सूत्र) جو کہ دھرم میں بگن پہنچانے والے لوگوں کے
دل کو گھبراہٹ میں ڈالنے کی طاقت والا تھا۔ وہ پڑھا اُسیوقت

(بقیہ صفحہ ۹۴) کلنک کرتے ہیں۔ اسی باعث یعنی رات کو پانی نہ رکھنے کیوجہ سے لوگ
کئی طرح کے سخت الفاظ مثل گندہ وغیرہ کے کہہ رہے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ رات کو پانی
رکھنے لگ جاویں تاکہ لوگ گندہ اور ملین نہ کہیں۔ ایسا کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ کہ جس
کو رات کو کبھی بھی ٹٹی یا پیشاب نہ آتا ہو۔ جب آپ پانی ہی رات کو نہیں رکھتے۔ تو پلیدگی کیسے ٹال
سکتے ہونگے۔ بغیر پانی کے شدھی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی اور طریقہ یا جتن مثل کھیسی
کرنا یا چیتھڑے سے پونچھ ڈالنا وغیرہ ہوئے۔ تو آپکو صاف صاف اور سچ سچ حلفاً ظاہر کر دینا
چاہیئے۔ تاکہ لوگ جو کہ "لنکاکے چوہڑے" اور "گندہ" وغیرہ ناموں سے مذکر رہے ہیں اور ایسے
ہزشیٹ جین دھرم کی سدیا کرتے ہیں۔ ایسی حرکات سے باز آئیں۔ اسی خیال سے شری
شری ستری شری ستری بیایام بھگوندھی شری من مہاں مُنی راج شری آتما رام جی مہاراج
نے واسطے سمجھانے کے اُپکار ارتھ کئی جگہ پر لیکھ لکھے ہیں۔ مگر آپ لوگوں پر ذرا

سے وہ آٹھویں سُرگ میں گیا۔ کہئے اس میں کونسی ناممکن بات ہے۔ کیا مہاتماؤں کے اُپدیش سے پاپی لوگ دھرمی نہیں بن سکتے؟ اور دھرم کرنے سے اچھی گتی نہیں ہو سکتی؟

اس کے آگے جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جین کے مہابیر تیرتھنکر کے پاؤں پر کھیر پکائی۔ تو اُس کے پاؤں کیوں نہ جلے"!

سوامی جی اس بات کو بھی نہیں سمجھ سکے۔

آریہ ا۔ بتلایئے کیا نہیں سمجھ سکے۔

جینی } شری مہابیر جی تیرتھنکر جب جنگل میں دھیان لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ اس وقت گوالیاں نے اُن کے دونوں پاؤں کے درمیان آگ جلا کر کھیر پکائی۔ جس سے اُن کے پاؤں کو تکلیف تو ضرور ہوئی۔ لیکن پاؤں بالکل نہیں جلے۔ کیونکہ اُن کا وجر رکھب ناراچ سنگھنن (वज्ररीषभनाराचसंघयण) تھا۔ جس کا سروپ بغیر جین سدھانت کے پڑھنے کے نہیں معلوم ہو سکتا۔ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہی ایسے دیانند جی نے لکھا۔ اگر معلوم ہوتا۔ تو ہرگز نہ لکھتے۔ اس کے آگے جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جسم کا میل نہیں اُتارتے ہونگے۔ اور کھجلاتے ہونگے۔ وہ بدبو کے جہاں نرک کو بھوگتے ہونگے۔ اس بات کا جواب لکھنے کی ہمکو کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم میلے کچیلے نہیں رہتے۔ اور نہ جی ہمارے شاستر میلا کچیلا رہنا فرماتے ہیں۔ اگر فرماتے تو کپڑے دھونے کی اجازت کیوں دیتے اس بات کا جواب بھی ڈھونڈھئے ہی دینگے۔ اور اُنکو دینا بھی لازم ہے۔

عـ۱ـہ میں ڈھونڈک سادھو مہاراج سے بڑے ادب سے عرض پرداز ہوں۔ کہ آپ اس پوتر جین دھرم کو میلے کچیلے رہ کر اور رات کو پانی نہ رکھنے کی وجہ سے کیوں

سکے آدمیوں کا اتنا زور اور قد ثابت کر چکے ہیں۔ تو اُن کے لئے کیا مشکل تھی
دھنش کرنے والے آج کل کے زمانہ میں بھی ہیرا سنگھ چھٹیاں والے اور
فتح سنگھ ولٹوہا والے جیسے ۲۷ من کی ٹونگلی اور گوئیں کے ہلٹ کو اُٹھا
سکتے ہیں۔ اور پوری طاقت سے چلتی ہوئی موٹر کار کو ہاتھ سے روکنے
والے موجود ہیں۔ کہاں تک لکھا جاوے۔ جب ایسے ایسے طاقتور
آجکل کے زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ تو اگلے زمانہ میں جبکہ اسقدر زور اور
قد تھے۔ کیوں نہ شلا کو اُٹھا سکتے ہونگے۔ نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔
کہ جب شیش ناگ نہیں تو کانپے گا کون۔ جب جینیوں کا ماننا ہی نہیں ہے
کہ پرتھوی شیش ناگ نے اُٹھائی ہے۔ اور وہ اس کے نیچے ہے۔
تو پھر سوامی جی کا یہ لکھنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "مہابیر کو جب سانپ نے کاٹا۔
تو اُس کے بدن سے خون کے بدلے دودھ نکلا۔ اور سانپ آٹھویں سُرگ
میں گیا۔ بھلا سانپ کے کاٹنے سے دودھ کا نکلنا کبھی کسی نے دیکھا
ہے۔ یہ اندر جال کے ماسوائے اور کوئی بات نہیں ہے۔"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے سمجھی میں داخل ہے۔ کیونکہ شری مہابیر
جی کے بدن سے دودھ نہیں نکلا۔ بلکہ وہ خون ہی سفید رنگ
کا تھا۔ جیسے پدمنی عورت کے پسینے میں خوشبو۔ اور سنکھنی عورت کے
پسینے میں بدبو ہوتی ہے۔ ویسے ہی خون کی رنگت میں فرق ہونے
میں کیا تعجب ہے۔ سانپ نے جب شری مہابیر جی کو کاٹا۔ تو انہوں
نے گیان سُنایا۔ سانپ کو جاتی سمرن گیان (پچھلے جنم کا معلوم ہونا)
ہُوا۔ تب اُس نے جان لیا کہ میں پہلے جنم میں بہت کرودھی شخص تھا
اس لئے میں مرکر سانپ بنا ہوں۔ اب غصہ چھوڑنا ہی بہتر ہے۔ ایسا
سوچکر اُس نے جیووں کو کاٹنا اور کھانا چھوڑ دیا۔ دھرم کریا کی طفیل

لمبا قد اور اتنی لمبی عمر ہونے میں کیا تعجب ہے۔ سوامی جی نے اس بات میں کوئی پہچان نہیں دیا تعصب سے یونہی لکھ دیا۔ کہ جینیوں کے سب گپوڑے ہیں۔ پیارے ناظرین والا تسکین اب جائے غور ہے۔ کہ اگر جینیوں کے گرنتھوں میں گپیں ہی لکھیں ہیں۔ تو چوبیس اوتاروں کا قد اور عمر یکساں کیوں نہیں لکھی۔ سوامی جی کی تحریر کے پڑھنے سے ہی جین شاستروں کی سچائی معلوم ہو جاویگی۔ کیونکہ جین کے پہلے ترتھنکر شری رکھب دیو جی کی عمر اور قد سب سے بڑا لکھا ہے۔ اور جو شری اجیت ناتھ جی شری رکھب دیو جی کے پیچھے ہوئے ہیں۔ اُن کا قد اور عمر شری رکھب دیو جی سے چھوٹی لکھی ہے۔ کیونکہ وہ اُن سے کروڑوں ہی برس پیچھے ہوئے ہیں۔ اس لئے اُنکی عمر اور قد اُس زمانے کے مطابق جتنا تھا۔ اُتنا ہی لکھا گیا۔ پس اسی طرح سے شری مہابیر جی سوامی تک سمجھ لینا۔ کہ جیسا جیسا زمانہ ہوتا گیا۔ ویسے ویسے ہی عمر اور قد ہوتے گئے۔ اور اب دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ اِس وقت سے کچھ ہی پہلے ۱۲۰ برس اور سَوا برس تک کی عمر والے قدآور آدمی ہوتے تھے۔ لیکن دن بدن زمانہ کے مطابق عمر اور قد کم ہوتا چلا جا رہا ہے اب بھی کئی جگہ پر سُننے میں آیا ہے۔ کہ فلاں آدمی فلاں مقام پر ۱۲۰ برس کا تھا۔ اور فلاں جگہ پر سَوا برس کا ہے۔ جس طرح دن بدن زمانہ بدلتا جاتا ہے۔ اسی طرح قد اور عمریں بھی کم ہوتی جاتی ہیں۔

اِس کے آگے سوامی نے صفحہ ۸۴۳ پر محقق بن کر لکھا ہے۔ "کہ ایک آدمی گاؤں کے برابر پتھر کی شِلا کو کبھی اونگلی پر اُٹھا سکتا ہے؟ اور زمین کبھی انگوٹھے سے دبانے پر دب سکتی ہے۔ اور جب شیش ناگ ہی نہیں تو کانپے گا کون"؟

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے سمجھی کا ہے۔ کیونکہ جب ہم اگلے زمانے

پیدائش اناج وغیرہ میں زیادہ طاقت رہتی ہے۔ اور جو لوگ اُس اناج وغیرہ کو کھاتے ہیں۔ اُن کے جسم میں طاقت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ قدآور بھی ہوتے ہیں۔ اور اُن کی عمر بھی اُس زمانے کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ جیساکہ پنجاب کی زمین گجرات۔ کاٹھیاواڑ کی زمین سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اسواسطے ہی پنجاب کے آدمی بھی گجرات وغیرہ کی نسبت قدآور بلوان ہیں۔ اور پنجاب سے کابل کی زمین طاقتور ہے اسی واسطے وہاں کے لوگ پنجاب کی نسبت زیادہ قدآور ہوتے ہیں۔ اس تحریر کا مطلب یہ ہے۔ کہ اُس وقت کی زمین سے اِس زمانے کی زمین میں کئی لاکھوں بلکہ کروڑوں گُنا کم طاقت ہے۔ کیونکہ اب بھی اکثر سُنا جاتا ہے۔ کہ زمین اِس وقت سے سَو برس پیشتر جیسی طاقتور اور عمدہ اناج وغیرہ پیدا کرسکتی تھی۔ اب نہیں کرسکتی۔ اور اُس سے دو سَو برس پیشتر اِس سے بھی زیادہ طاقت والی تھی۔ علےٰ ہٰذالقیاس اگر اسی طرح سوچا چلو سے۔ تو کروڑوں ہی برس پیشتر اُس سے بھی زیادہ طاقت والی زمین ثابت ہوگی۔ اور اُس وقت کے آدمی بھی لمبے قد والے اور لمبی عمر والے اور بڑے زورآور ضرور ہونگے۔ جو عقلمند ہیں۔ وہ مذکورہ انومان پرمان سے ہرگز گریز نہیں کرسکتے۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ پہلے زمانے میں لمبے قد والے اور لمبی عمر والے نہیں ہوتے تھے۔

نیز ہر ایک پروفیسر صاحب بہادر اوڈورکگ۔ اپنے بنائے ہوئے بھوستر ودیا کے گرنتھ میں لکھتے ہیں۔ کہ پہلے زمانے میں اُڑنے والے گرولی (چھپکلی) ذات کے جانور اتنے بڑے بنے تھے۔ کہ جن کے پانکھ (پر) ۲۷ فیٹ لمبے تھے۔ جب ایسے ایسے جانور پہلے زمانے میں اتنے بڑے ہوتے تھے۔ تو پھر اُس زمانے کے آدمیوں کا اتنا

جو لوگ منہ پر پٹی باندھتے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں۔ اور اُن میں اپنی بات
کے ثابت کرنے کا کچھ مادہ ہے۔ تو وہ خود بخود ہی جواب دینگے۔

اور جو سوامی جی نے دوبارہ لوچ (یعنے بالوں کا اکھاڑنا) کے بارے
میں لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کی عقل پر پردہ پڑا ہوا
تھا۔ چونکہ وہ بار بار ایک ہی بات کو لکھتے چلے جاتے تھے۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "ہاتھی۔ گھوڑے۔ بیل
اونٹ پر چڑھنے میں اور آدمیوں سے مزدوری کرانے میں جینی لوگ کیوں
پاپ نہیں سمجھتے"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہمارے جینیوں میں ہم تیاگی
سادھو برابر مذکورہ باتوں میں پاپ سمجھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اسواری
وغیرہ نہیں کرتے ہیں۔ باقی رہے دنیادار لوگ وہ بھی ان باتوں میں
پاپ تو برابر سمجھتے ہیں۔ مگر وہ اُن سے بہ سبب گرستی ہونے کے
نہیں بچ سکتے۔

اس کے بعد صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲ پر سوامی جی نے جینیوں کے
چوبیس اوتاروں کے جسم کی لمبائی اور اُن کی عمر لکھکر یہ ثابت کرنا
چاہا۔ کہ اس قدر لمبے قد اور لمبی عمر والے انسان نہیں ہوسکتے۔

سوامی جی کا اس ممکن بات کو ناممکن لکھنا بے سمجھی میں داخل
ہے۔

آریہ۔ کہئے اس میں سوامی جی کی کیا بے سمجھی ہے۔

جینی} اے پیارے جب تک تعصب کو چھوڑ کر عقلمندی سے نہ
سوچا جاوے۔ تب تک کسی شے کی بھی اصلیت نہیں
معلوم ہوتی۔ اسی طرح سوامی جی بھی نہیں سمجھ سکے۔ اگر سمجھتے تو ایسا کیوں
نہ جان لیتے۔ کہ پرتھوی میں زیادہ رس (طاقت) ہونے سے اُس کی

جیو جیسا کریگا۔ ویسا ہی بھوگے گا۔

آریہ:۔ بُرے کرموں کا پھل جیو خود پانا نہیں چاہتا۔

جینی:۔ کون کہتا ہے۔ کہ جیو چاہتا ہے۔ جیسے لوہا اگرچہ نہیں چاہتا ہے۔ کہ میں مقناطیس کیطرف کھینچا جاؤں۔ مگر کھینچا ضرور جاتا ہے۔ اسی طرح کرم رُوپ مقناطیس لوہے رُوپ جیو کو خود بخود ہی کھینچ لیتا ہے۔ اس لئے ایشور کو سزا دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

آریہ:۔ اگر ایشور پھل نہیں دے سکتا۔ تو اُسکو ماننا فضول ہے۔

جینی:۔ بطور دھیان کے دھیہ رُوپ (ध्येय रूप) ہمارا ماننا کیا فائدہ مند نہیں ہے۔؟ نہیں ضرور ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ایشور کرتا نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی جس وقت کہ ہم اُس کا دھیان کرتے ہیں۔ اُس وقت ہمارا آتما پاپ سے بچتا ہے۔ اب غور کرنا چاہئیے کہ ایشور کا دھیان کرنے سے کتنا فائدہ ہُوا۔ ہم ایشور کا ظرف نمت سے تارنے والا مانتے ہیں۔ دراصل تو تارنے والی ہماری بھاؤنا ہے۔ مگر بغیر دھیہ (ध्येय) کے دھیان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایشور کا ماننا اور پوجنا فائدہ مند ہے۔

اِس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "اگر سب آدمی تمہارے مذہب کے مطابق ہو جاویں۔ تو چور۔ ڈاکو کو کوئی بھی سزا نہ دیگا" وغیرہ واہ جی واہ خوب عقلمندی ہے۔ سوامی جی اتنا تو غور کرتے۔ کہ اگر سب آدمی ہمارے مت کے مطابق ہو جاویں۔ تو پھر وہ چوری وغیرہ ہی کیوں کرینگے۔ اور جب چوری وغیرہ فعل دنیا سے دور ہو گئے۔ تو پھر سزا کی ضرورت کیا رہی۔ اور جب سزا ہی نہ رہی۔ تو سوامی جی کا لکھنا بیفائدہ ہے۔ بعد ازاں سوامی جی نے پھر منہ پر پٹی نہ باندھنا۔ اس بات کو رد کرنے کے لئے لکھا ہے۔ اِسکا جواب دینے کی ہمکو کچھ ضرورت نہیں ہے

جینی } علم حکمت کے جاننے والے لوگ بھی گرم پانی کا پینا بہت فائدہ مند بتلاتے ہیں۔ اگر اس بات میں کسی کو شبہ ہو۔ تو وہ حکیموں اور ڈاکٹروں سے دریافت کر سکتا ہے۔ دیگر مت والے بھی کئی لوگ تندرستی کے واسطے گرم پانی پیتے ہیں۔ اس پرتکش پرمان کو بھی اگر سوامی جی نے نہ مانا تو اُن کی سمجھ کے اختیار ہے۔ اس میں کسی کا کیا دوش ہے۔

اس کے آگے صفحہ ۴۰۸ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ " اگر جینیوں تمہارے نرتھنکروں کا مذہب سچا ہوتا۔ تو دنیا میں اس قدر بارش۔ دریاؤں کا بہاؤ لو اس قدر پانی ایشور نے کیوں پیدا کیا۔ اور سورج بھی پیدا نہ کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ تمہارے اعتقاد کے بموجب اُن میں کروڑوں جیو مرتے ہونگے۔ جس وقت وہ موجود تھے۔ جن کو کہ تم ایشور مانتے ہو۔ تو انہوں نے رحم کھا کر سورج کی تپش اور بادلوں کو بند کیوں نہ کر دیا" وغیرہ وغیرہ

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ جینی لوگ ایشور کو کرتا نہیں مانتے ہیں۔ اور نہ ہی یکتی پرمان سے ایشور جگت کا کرتا سدھ ہو سکتا ہے۔ جس طرح ایشور وادیوں کے مت میں ایشور خود بخود ہی سدھ ہے۔ یعنی انادی ہے۔ اور ایشور کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح جینی مت میں بھی جگت کو انادی مانا گیا ہے۔ پھر نراگی ایشور راگ کے پھند اور کسی دھندے میں کیسے پڑ سکتا ہے۔

آریہ:۔ اگر اچھے بُرے کرم کے پھل کا داتا ایشور نہیں۔ تو کون ہے۔

جینی:۔ اچھے برے نتیجے کے دینے والے کرم خود ہی ہیں۔

مناسب نہیں۔ اور جینی سادھو پانی خود گرم نہیں کرتے۔
آریہ :- اگر آپ گرم پانی نہ پیتے۔ تو گرھستی لوگ کیوں گرم کرتے۔
جینی } واہ صاحب بڑے عقلمند معلوم ہوتے ہو۔ کیا اگر سادھو لوگ گرم پانی کرنے سے ہٹ جائیں گے۔؟! ہرگز نہیں
آپ کا سوال یہ اُس حالت میں درست ہوسکتا ہے۔ کہ جبکہ صرف
اکیلے سادھو لوگ ہی گرم پانی کو استعمال کرتے ہوں۔ مگر ایسا نہیں
ہے۔ کیونکہ ہزاروں گرھستی لوگ اپنے کام کے واسطے مثلاً اشنان
وغیرہ کے لئے گرم پانی کرتے ہیں۔ اور جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ
تمہارے شراوک لوگ خود جان کر کرتے ہیں۔ لیکن سوامی جی کا
یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ جینی سادھو ایک گام سے دوسرے
گام میں بھیار کرکے اچانک جاتے ہیں۔ جوکہ شراوکون کو خبر تک
بھی نہیں ہونے پاتی۔ ایسے وقت پر بھی اُنکو جاتے ہی پانی مل
جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شراوک لوگ اُنکے واسطے
نہیں کرتے۔ نیز شراوک لوگ سادھوں کا اُپدیش روز سننے کیوجہ
سے اس بات سے اچھی طرح سے واقف ہیں۔ کہ اگر ہم سادھوؤں
کے نمت بناکر اُن پانی دیں گے۔ تو ہم کو پاپ لگے گا۔ اس لئے
وہ سادھوؤں کیواسطے نہیں کرتے۔ اور نہ ہی سادھو صرف اپنے
ہی شراوکوں سے ان پانی وغیرہ لیتا ہے۔ بلکہ چھتری۔ برہمن۔
بنئے وغیرہ کے گھر سے بھی لے آتے ہیں۔ کیا وہ لوگ بھی ہمارے
واسطے کرتے ہیں؟ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اُنکے لئے
گرھستی لوگ ہرگز نہیں بناتے ہیں۔
آریہ :- اچھا صاحب دھرم سمبندھی فائدے۔ تو آپ نے بتلا دیئے
اب کوئی دنیاوی فائدہ بھی گرم پانی پینے میں ہے۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے۔
کہ روپی اشیاء بھی محدود جگہ پر بے تعداد رہ سکتی ہیں۔ تو پھر
اروپی آتما لا انتہا رہیں۔ تو کیا تعجب ہے۔ مثلاً اگر ہزار ادویات باہم اکٹھی
کیجاویں۔ اور اُنکو باریک کرکے اُس میں سے جس قدر دوا سُوئی سے
اُٹھائی جاوے۔ تو اُس سُوئی پر جو دوا آئی ہوگی۔ اُس میں ہزاروں
دوائیوں کا انس ضرور ہوگا۔ جب وہ باوجود رُوپی ہونے کے ذرا
سی جگہ میں رہ سکتی ہیں۔ تو اروپی آتما جن کو کہ جگہ وغیرہ کی بھی
ضرورت نہیں ہے۔ وہ کیوں نہ رہ سکیں گے۔

اس کے بعد سوامی جی نے صفحہ ۴۷۹ پر لکھا ہے۔ کہ تم لوگ
گرم پانی پیتے ہو۔ سو جیووں کو مار کر پیتے ہو۔ اس سے تو کچا پانی
پینے والے اچھے ہیں۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے سمجھی کا ہے

آریہ—اس میں سوامی جی کی کیا بے سمجھی ہے۔

جینی بتلایئے آپ گرم پانی کرنے میں جیووں کا مرنا جین شاستر
کی رُو سے مانتے ہو۔ یا اپنے وید شاستر کی رو سے۔ وید
شاستر کی رُو سے تو آپ قبول نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ ستیارتھ پرکاش کی
تحریر سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ پانی میں جیو نہیں مانتے ہیں
اگر کہو گے کہ جین شاستر کی رُو سے گرم پانی کرنے میں جیووں کا مرنا
ثابت کیا ہے۔ تو فائدے بھی جین شاستر کی رُو سے سُن لیجئے
گرم پانی سے اندریوں کا دمن اور کام بکار شانت ہوتا ہے۔ اور
گرم پانی چار پہر تک اچت (جیو رہت) رہتا ہے۔ جس میں سے
اسنکھیاتے جیووں کی وردھی (بڑھنا) ہونی دور ہو جاتی
ہے۔ یعنے کچے پانی میں سے اسنکھیاتے جیو پیدا ہوتے رہتے
ہیں۔ اور کچی شئے کا کھانا پینا سادھوؤں کے واسطے بالکل

اس کے بعد صفحہ ۹۷ ۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جینی لوگ ہرے ساگ کھانے میں جیووں کا اُور تکلیف پہنچنا مانتے ہیں۔ یہ اُن کی بڑی بے علمی کی بات ہے۔" وغیرہ وغیرہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو بالکل سمجھ نہیں تھی۔ کیونکہ نباتات میں جیوؤں کا ہونا سب پر بخوبی روشن ہے۔ نباتات پانی وغیرہ دینے سے بڑھتی ہے۔ لاج ونتی کے پودے کو اگر آدمی ہاتھ لگا دیوے تو مرجھا جاتی ہے۔ اور اگر عورت لگا دے تو پھر پرپھلت ہوتی ہے اب عقلمندوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ ماسوائے جیتن پنے کے اُس کا مرجھانا اور پرپھلت ہونا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ بات سچ ہے۔ کہ ہرا ساگ کھانے سے جیووں کا ناش ضرور ہوتا ہے۔ اور نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جو جیو نہایت تاریکی سخت گہری نیند اور نشے میں ہیں۔ اُن کو سُکھ دُکھ کا محسوس ہونا ماننا تمہارے تیرتھنکروں کی بھول معلوم ہوتی ہے۔ پیارے پاٹھکو سوامی جی کی یہ ہی خصلت تو ٹھیک نہیں تھی۔ کہ سمجھ آپ کو نہ آئی۔ اور الزام جینی تیرتھنکروں پر لگانا۔

آریہ۔ بتلایئے سوامی جی نے کیا نہیں سمجھا۔

جینی} اگر نباتات کے جیو سخت گہری نیند اور نشے وغیرہ میں رہتے ہیں۔ تو آدمی کے ہاتھ لگنے سے لاجونتی کا پودہ مرجھا کیوں جاتا ہے۔ اور عورت کے ہاتھ سے پرپھلت کیوں ہوتا ہے۔ اور جو سوامی جی نے یہ لکھا ہے۔ کہ بھلا جب گھر کی حد ہے۔ تو اُس میں رہنے والے جیو انتہا کس طرح رہ سکتے ہیں۔ جبکہ ہم کندموں کی انتہا دیکھتے ہیں۔ تو اُس میں بسنے والے جیووں کی انتہا کیوں نہیں۔ اس لئے تمہاری یہ بات بڑی بھول کی ہے۔

خواہ اُس کا گرو اُکھاڑے ۔ یا کوئی دیگر شخص ۔ لیکن اُسکو کتنی بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ جیو کو تکلیف پہنچانا ہی ہنسیا کہلاتی ہے ۔ دیکھئے سوامی جی کی بے سمجھی ۔

آریہ ۔ اس میں سوامی جی کی کیا بے سمجھی ہے ۔

جینی } سادھو لوگ یا گرہستی جو کہ دہرم پالن کے لئے تپ کرتے ہیں ۔ اُس میں جیو کو دُکھ ہوتا ہی ہے ۔ لیکن اس کام میں ہنسیا نہیں ۔ اگر ایسے کام میں ہنسیا مانی جاوے ۔ تو پھر جتنے دہرم شاستر ہیں ۔ سبھی جھوٹے ثابت ہونگے ۔ یہ صرف سوامی جی کی اگیانتا کا نمونہ ہے ۔ کہ ویدک دہرم پالنے کے لئے بھی تپ کرنا ہنسیا میں شامل کرتے ہیں ۔ نیز جین کے شری کلپ سوتر وغیرہ میں یہ بیان بھی ہے ۔ کہ جس کی طاقت کیشوں کے لنچن کرنے کی نہ ہو وے روگی ہو ۔ یا بالک ہو ۔ یا بوڑھا ہو ۔ اُن کے لئے حکم ہے ۔ کہ اُسترے قینچی سے کیشوں کو اُتراوے ۔ جیسی طاقت ہو ویسے کرے کوئی ہرج کی بات نہیں پس سوامی جی کی اس کو ترک سے جینیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ۔

اس کے بعد سوامی جی نے ڈھونڈک لوگ مُنہ پر پٹی باندھتے ہیں ۔ اس بارے میں لمبی چوڑی تحریر لکھی ہے ۔ یہاں پر ہمکو لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ۔ کیونکہ کسی بھی جین شاستر میں مُنہ پر پٹی باندھنا نہیں لکھا ۔ اور نہ ہی ہم باندھتے ہیں ۔ اس لئے اس بات کا جواب مُنہ پر پٹی باندھنے والے ہی دیں گے ۔ پس ہمارے ترتھنکروں پر یہ الزام لگانا کہ اگر عالم ہوتے تو ایسی فضول باتیں کیوں لکھتے ۔ سراسر غلط اور بعید از عقل ہے ۔ کیونکہ شری ترتھنکر مہاراج جی کا فرمان مُنہ پر پٹی باندھنے کا مطلق نہیں ہے ۔

ہوکر حفاظت کرتی ہے۔ کیوں جینی صاحبو۔ آجکل تمہارے یہاں چوری
ڈاکہ وغیرہ اور دشمن سے خوف تو ہوتا ہے۔ تو تم اُس کو یاد کر اپنی حفاظت
کیوں نہیں کراتے۔ کیوں جا بجا پولیس وغیرہ کچہریوں میں مارے مارے
پھرتے ہو۔"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ جینیوں کا دیو گھوڑے
پر چڑھا ہُوا نہیں ہوتا ہے۔ جینی نرموہی ارہن دیو کو مانتے ہیں۔ کسی جین
شاستر میں نہیں لکھا۔ کہ جینیوں کا دیو گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ اگر
سوامی جی سچے تھے تو نام لکھ جاتے۔ لیکن لکھتے کہاں سے۔ کیونکہ جس
بات کا اپنے دل میں ہی دھوکا ہو۔ اُس کا سوائے گول مول کے کیسے
لکھا جاوے۔ جینی لوگ اپنے کئے ہوئے کرموں کو پردھان مانتے ہیں
اور شری ارہن دیو جوکہ سروگ تھے۔ اُنہوں کے فرمائیے ہوئے
طریقے کے بموجب چلتے ہیں۔ نرموہی کا دھیان کرنے سے اُن میں
خود بخود نرموہپنا پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہی نرموہپنا اُن کو پاپ کرم سے
بچاتا ہے۔ جینی لوگ ایسے دیو کا جوکہ سواری وغیرہ کرتا ہو۔ سمرن کیوں
کریں۔ یہ آپ لوگوں کی ہی کمزوری ہے۔ کہ ایشور کو جگت کا کرتا ہرتا اور
سرب شکتیمان۔ مانکر بھی کچہری میں پولیس کے دھکے کھاتے پھرتے
ہو۔ کیوں ایسے ایشور کو یاد نہیں کرتے۔ کیا اب وہ حفاظت کرنے میں
قاصر ہوگیا ہے۔ بنانے کی طاقت رکھنا اور حفاظت کرنے میں قاصر
ہو جانا۔ کیا یہ سرب شکتیمان کو لازم ہے؟۔

اس کے آگے سوامی جی نے تین شلوک لکھکر جو ارتھ کیا ہے
وہ غلط ہے۔ بعد ازاں صفحہ ۹۸ پر لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگوں کا کیش لُنچن
(بال اکھاڑنا) سب جگہ مشہور ہے۔ جینی لوگو اب کہئے۔ تمہارا دیا دھرم
کہاں رہا۔ کیا یہ ہنسیا نہیں۔ چاہے اپنے ہاتھ سے اکھاڑے۔

۴۷۵م

جین کا ایک لبدھی سادھو بھول کر بھیک مانگنے کے لئے ایک ویسوا کے گھر چلا گیا۔ اور دہرم کے نام سے بھیک مانگی۔ ویسوا بولی۔ اس جگہ دہرم کا کام نہیں۔ بلکہ ارتھ (دھن دولت) کا کام ہے تو اُس لبدھی سادھو نے ساڑھے بارہ لاکھ اشرفیاں اُس کے گھر برسا دیں۔ اس بات کو ماسوائے بے عقل آدمی کے کون مانیگا۔"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ جس جین منی نے اشرفیاں برسائی تھیں۔ اُس کا نام نند کھین تھا۔ اور اُسکو ایسی چمت کاری لبدھی سِدھ تھی۔ جس سے وہ اشرفیاں برسا سکتا تھا۔ آجکل کے زمانے میں بھی کئی سادہو اور گرہست لوگ ایسے موجود ہیں۔ جو کہ اپنے بدن کی تلاشی دیکر اپنی ودیا سے مٹھائی وغیرہ منگا سکتے ہیں تو پھر اچھے زمانے میں کہ جس میں بڑے بڑے۔ لبدھی دھاری ایسے سادھو لوگ کہ جن کے دیوتا تابعدار ہیں۔ موجود ہوویں تو اُنکا اشرفیاں برسانا کونسی مشکل بات ہے۔ اور انومان پرمان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ بات سچ ہے۔

آریہ:۔ اگر اُن کو ایسی لبدھی (کرامات) تھی۔ تو وہ بھیک کیوں مانگتے تھے۔

جینی } بھیک مانگنا سادھو لوگوں کا مُکھ دہرم ہے۔ اور ایسی لبدھیاں ہوتی بھی اُنکو ہی تھیں۔ جو کہ پرم تیاگی ہوتے تھے۔ دوسرے کی عظمت دیکھکر رنجیدہ ہونا دانشوری نہیں ہے۔ یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ سوامی جی اس بات سے کیوں حیران ہوئے۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینوں کی ایک پتھر کی مورتی گھوڑے پر سوار ہے۔ جہاں اُسکو یاد کیا جاوے وہیں حاضر

اُسی شے میں پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ مرتے وقت اُس کا اُس باوڑی میں
ہمیشہ ابھیاس کے سبب اُسی میں خیال رہا۔ اس لئے وہ مینڈک بنا
اس میں جینیوں نے کیا بُرا کہا۔ اور دیانند جی کیوں ناراض ہوئے۔
اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ مُردے کے کپڑے سادھو
لیوے۔ دیکھئے ان کے سادھو بھی جہاں براہمنوں کے برابر آ گئے
کپڑے تو سادھو لیوے۔ لیکن زیور کوں لیوے گا۔ اُسے بوجہ
قیمتی ہونے کے اپنے گھر میں ہی رکھ لیتے ہونگے تو پھر آپ کون ہوئے
واہ جی واہ سوامی جی کیسی اگیانتا ظاہر کر گئے۔ اُن کی عقل اور سمجھ
کا کیا ہی کہنا۔ پاٹھک جنو دراصل بات یہ ہے۔ کہ جب سادھوؤں
کی جماعت سے کوئی سادھو کال کر جائے۔ تو اُس کے پہنے ہوئے
کپڑے تو جلا دیئے جاتے ہیں۔ اور اُس کے دوسرے کمبل وغیرہ
جو باقی رہے ہوئے ہیں۔ اُن کو دوسرا سادھو کام میں لاتا ہے۔
اس پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ مُردے کے کپڑے تو سادھو
لے لیوے۔ اور زیور کون لیوے۔ واہ جہاں پنڈت جی یہ ارتھ
آپ نے کہاں سے نکالا! جین کے سادھوؤں کے زیور ہوا ہی نہیں
کرتے۔ ایسی جھوٹی ترک کرنی اور ناحق کی تہمت لگانی یہ کون سی
عقلمندی ہے۔! پیارے پاٹھکو ایسا آدمی جو کہ ایسی معمولی بات
کو نہ سمجھا۔ تو پھر وہ سناتن مُورتی پوجہ جیسے باریک مسئلے کو وہ
کیسے سمجھ سکتا ہے۔ اور جین آچاریوں کی برابری کیسے کر سکتا ہے
ہرگز نہیں۔ سچ ہے ؎

مگس کو ہُما سے کیا برابری
اور ذرّے کو آفتاب سے کیا ہمسری

اس کے بعد صفحہ ۴۷۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ ایک شخص

چاہیئے۔ کہ جس مت میں دیا ہی پردھان مانی گئی ہے۔ اُس دہرم کے پرورتک اُس کی مناہی کیسے لکھ سکتے ہیں۔ سوئیتامبر شری جین مندر اس وقت بھارت میں ہزاروں موجود ہیں۔ اُن کے لئے جگہ جگہ پر کوئیں اور باغیچے لگے ہوئے ہیں۔ اور بڑے بڑے شہروں میں جینی ساہوکاروں کے باغ اور باغیچے لگے ہوئے موجود ہیں۔

اگر جینی اس بات کو بُری سمجھتے۔ تو اُن میں یہ رسم کیسے پائی جاتی۔ ہاں بڑے کاموں کے لئے مثلاً کل وغیرہ لگوانا جس سے کہ اکثر جیووں کی ہنسیا ہوتی ہے۔ اُس کے لئے کنواں۔ باوڑی تالاب وغیرہ بناکر اُس میں پُن سمجھنا۔ جینی لوگ نہیں مانتے شرادھ دن کرت میں بھی اسی مطلب سے مناہی ہے۔

اِس کے بعد دیانند جی نے لکھا ہے۔ کہ "ایک جوہری سیٹھ مسمی نند نے باوڑی بنائی۔ اس وجہ سے دہرم بھرشٹ ہوکر اُس کو سولہ مہان روگ (مرض عظیم) ہوئے اور مرنے کے بعد وہ اسی باوڑی میں مینڈک بنا۔ ایسا جینی لوگ مانتے ہیں"۔

سوامی جی مذکورہ مثال سے باوڑی اور کوئیں کا نہ بنانا۔ جین شاستروں سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن سوامی جی یہاں پر بھی آچاریوں کا منشاء نہیں سمجھے۔ کیونکہ اُس نند جوہری نے دہرم بدھی سے باوڑی نہیں بنوائی تھی۔ اس لئے وہ دھرم بھرشٹ ہوا۔ اب جائے غور ہے۔ کہ اگر دھرم کے لئے بنواتا تو وہ دہرم بھرشٹ کیوں کہاتا۔ اور اگر اُس کا مرتے وقت شبھ پرنام رہتا۔ تو مینڈک کیوں بنتا۔ سب شاستر کاروں کو یہ بات منظور ہے کہ جس شے میں جیو کو موہ ممتا زیادہ رہ جائے۔ اگلے جنم میں وہ

انت بھاگ کو کیوں چھوڑیں گے۔ اور اُن کی مکتی کیسے چھوٹ
سکتی ہے۔ اور اُس میں رہنے کی خواہش اور باہر جانے سے
رنج بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ راگ دویش رہت ہوتے ہیں۔ اگر
اگر سوامی جی کسی سنساری جیو کی مثال بھی لیتے۔ تو بھی سمجھ
جاتے۔ جیساکہ جوگا ابھیاسی کسی جگہ پر جاکر جوگا بھیاس کرنے
کو بیٹھے تو جس وقت وہ جوگابھیاس میں ہوتا ہے۔ اُس وقت
اُس کو بھی اُس جگہ پر رہنے کی خواہش اور باہر جانے سے رنج
نہیں ہوتا۔ بس پھر راگ دویش رہت ایشور سروپ مکت آتما
ہیں سوامی جی کی یہ ترکیں کیسے عاید ہوسکتی ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "دشارن راجہ شری
مہابیر سوامی کے درشن کے لئے گیا۔ اور وہاں کچھ غرور کیا۔
اُس کے نوارن کے لئے ۱۶۷۷۷۲۱۶۰۰۰ اندر۔ اور
۱۳۳۷۰۵۷۲۸۰۰۰۰۰۰۰ اندرانیاں آئیں۔ راجہ دیکھ
کر حیران ہوگیا۔ اب ذرا غور کرنا چاہیئے۔ کہ اندرا ور اندرانیوں
کے کھڑے ہونے کے لئے ایسے کتنے ہی کرۂ زمین چاہئیں"

دیانند جی کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جینی کب
کہتے ہیں۔ اور اُن کے کس شاستر میں لکھا ہے۔ کہ اتنے اندر
اور اتنی اندرانیاں وہاں آئیں تھیں۔ جس سے اُن کو کھڑے
رہنے کے لئے جگہ نہ مل سکی۔ اس کے آگے سوامی جی نے
لکھا ہے۔ کہ "شرادھ دِن کرت میں کہا ہے۔ کہ باوڑی اور
کنواں نہ بنانا چاہیئے"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی جہالت میں داخل ہے۔ کیونکہ سوامی
جی نے جین گرنتھوں کا منشا ہی نہیں سمجھا ہے۔ بھلا غور کرنا

جینی - آپ کا ایشور سربیاپک ہونے سے مکتی کے جیو تو درکنار
بلکہ سنساری جیو بھی پرمیشر میں ہی بچرتے ہیں ۔ تو پھر مکت آتما
جیو اور سنساری جیو میں کیا فرق ہوا ۔ اگر کہو گے کہ مکت آتما
جیو بغیر جسم کے ہوتا ہے ۔ تو جینی کب کہتے ہیں ۔ کہ ہمارے مت
میں مکت آتما جیو جسم والا ہوتا ہے ۔ اگر کہو گے کہ ہمارے مکت
آتما جیو آکاش میں رہتے ہیں ۔ تو جینیوں کے مکت آتما کیا آکاش
سے باہر رہتے ہیں ۔ ؟ کبھی نہیں ۔ نہ ہی وہ آکاش سے باہر
رہتے ہیں ۔ اور نہ ہی کسی شلا کے سہارے رہتے ہیں ۔ اس
کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے ۔ کہ خواہ وہ شلا ۴۵ لاکھ سے
دو چند یعنے ۹۰ لاکھ کوس کی بھی ہوتی ۔ تو بھی وہ مکت بندھن
میں ہیں ۔ کیونکہ اس شلا یا شیو پور سے باہر نکلنے سے ان کی مکتی
چھوٹ جاتی ہوگی ۔ اس میں رہنے کی خواہش اور باہر جانے
سے رنج بھی ہونا ہوگا ۔ جس جگہ خواہش رکاوٹ اور رنج
ہے ۔ اس کو مکتی کس طرح کہہ سکتے ہیں ۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے سمجھی میں داخل ہے ۔ کیونکہ
جیسے کسی تونبے پر گرد آلودہ کپڑے کے کئی لیپ لگے ہوئے
ہوں ۔ تو وہ تونبا بھاری ہونے کی وجہ سے پانی میں ڈوبا رہتا
ہے ۔ جب کبھی اس کے گرد آلودہ کپڑے کے لیپ گھستے
گھستے اس سے جدا ہو جاتے ہیں ۔ تو اسی وقت وہ تونبا اوپر
آ جاتا ہے ۔ کیونکہ اس سبھاؤ اردھ گمن (یعنے اوپر آنے کا) کا ہی
ہے ۔ اسی طرح آٹھ کرم روپ میل کے ناش یعنے دور ہونے
سے نرلیپ جل تونبے کی مانند وہ مکت آتما جیو اوپر جاتے
ہیں ۔ اور جبکہ ان میں راگ دویش نہیں ہے ۔ تو وہ لوک کے

کی ہے۔ وہ سب دیوؤں کی ہی نندیا ہوئی۔ ہم کہاں تک لکھیں۔ اُن کے سیوک خود ہی عقل مند ہیں۔ وہ اچھی طرح سے سوامی جی کی عادت سے واقف ہیں۔ سماجیوں کو مناسب ہے۔ کہ جس طرح سوامی جی کی مورتی کا ادب کرتے ہیں۔ اسی طرح شری کرشن جی کی مورتی کا بھی ادب اور درشن کریں۔ کیونکہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۷۱ پر شری کرشن جی کو مہاتما پُرش لکھا۔ کیا جس کو مہاتما تصور کرنا۔ اور اُس کی مورتی سے بغض رکھنا بھلا یہ بھی کوئی انصاف کی بات ہے۔ ہرگز نہیں۔ مطلب یہ کہ جس کو مہاتما سمجھنا۔ اُس کی مورتی کا ادب اور درشن ضروری ہے

اس کے بعد سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۷۲ پر لکھا ہے۔ کہ " جیسے دوسروں کے تیرتھ جڑھ ہیں۔ ویسے ہی جینیوں کے بھی جڑھ ہیں "

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ جڑھ سے مکتی حاصل ہونی اوپر ثابت کی گئی ہے۔ اور کہاں جین مت میں کاشی وغیرہ متبرک جگہوں میں جانے کی مناہی لکھی ہے۔ نیز سوامی جی بیک سار شاستر کا مطلب ہی نہیں سمجھے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جیسے اور مذہب والے مکتی کو اونچا مانتے ہیں۔ اسی طرح جینی لوگ بھی مانتے ہیں ہم پوچھتے ہیں۔ کہ بھلا سوامی جی نے کہاں پر مکتی مانی ہے۔

آریہ۔ سُن لو۔ مکت جیو ستھول (کثیف) جسم کو چھوڑ کر سنکلپ مے (جسم ارادی) شریر سے آکاش کے اندر پرمیشر میں پھرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جسم والے ہوتے ہیں۔

پر الزام لگانا کیا عقل مندی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ شری کرشن جیسے مہاتما کا نرک جانا۔ جینی لوگ کہتے ہیں۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جینی لوگ جس کرشن جی کا نرک میں جانا مانتے ہیں۔ اُس کرشن جی کو ہوئے ۸۶۰۰۰ ۱۲۴ برس ملنتے ہیں۔ اور وہ کرشن جی بائیسویں ترتھنکر شری ارشٹ نیمی کا پرم بھگت تھا۔ اُس نے آنے والے زمانے میں بارھویں امم نامی ارہنت ہونے کا پُن پیدا کیا لیکن لڑائی اور راج بھوگ اور وشئے میں غلطاں ہونے سے نرک میں گیا۔ وہاں سے نکل کر بارھواں اوتار ہوگا۔ ایسی تحریر جین مت کے شاستروں میں ہے۔ لیکن جس کرشن جی باسودیو کو ہوئے صرف ۵۰۰۰ برس گذرے ہیں۔ اور جس کرشن جی کو لوگ اوتار مانتے ہیں۔ اُس کرشن جی باسودیو کا بیان جین مت میں نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُس کرشن جی کو جین مت میں نرک میں گیا۔ ایسے لکھا ہے۔ تو پھر سوامی جی نے کیوں جھوٹ لکھکر کے کاغذ کالے کئے ہیں۔ اور پبلک کو بہکایا ہے۔ دیانند جی کی یہ تحریر کرشن جی کے سیوکوں کو بھڑکانے کے لئے ہے۔ تاکہ اُن کے سیوک جینیوں کے ساتھ دشمنی کریں۔ لیکن سوامی جی نے خود جو کرشن جی وغیرہ اوتاروں کی مذمت کی ہے۔ ایسی کسی نے بھی نہیں کی ہے۔ چنانچہ کرشن جی وغیرہ جیسے اوتاروں کے رچے ہوئے۔ پران۔ آپ پران۔ گیتا۔ بھاگوت۔ اٹھارہ سمرتیاں وغیرہ وغیرہ سب کتابوں کو مِتھیا ٹھرایا ہے۔ جب یہ گرنتھ جھوٹے ہوئے۔ تو اُن کے مصنف شری کرشن جی وغیرہ جھوٹ بولنے والے اور اگیانی ٹھیرے۔ اور نیز جو سب دیوتاؤں کی مورتیوں کی نندیا

دھارمک مہاتما سب نرک کو گئے۔ وغیرہ وغیرہ
سوامی کا یہ لکھنا بھی صرف لوگوں کو بہکانے اور بھڑکانے کے لیئے ہے۔
آریہ:۔ کیا سوامی جی نے یہ سچ نہیں لکھا۔؟
جینی۔ نہیں۔ سُن لیجئے۔ جین ترتھنکروں کا اتیہاس پڑھنے سے اور اُنکی مورتیاں دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ پرم تیاگی اور بیراگی۔ سانت۔ دانت۔ مہانت۔ اور سروگ تھے۔ دیانند جی نے بغیر ہی ثبوت کے تعصب میں آکر جو اُن کے برخلاف لکھا ہے۔ ہرگز درست نہیں ہوسکتا۔ سوامی جی کو چاہیئے تھا۔ کہ اُن کے چرتر سے ثابت کرتے۔ اور کسی جین شاستر کا پاٹ لکھتے۔ مگر کہاں سے لکھتے۔ کیا کوئی آکاش پھول کو بھی دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔
آریہ:۔ بے شک مان لیا۔ کہ آپ کے ترتھنکر ایسے نہیں تھے۔ مگر سادھوؤں کی بابت سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ رنڈی باز اور چور تھے۔
جینی۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی اُن کی جہالت اور دروغ گوئی کو جتلا رہا ہے۔ کیونکہ جینی لوگ پانچ مہابرت دہاری کو ہی سادھو مانتے ہیں۔ اُن میں رنڈی بازی اور چوری پنا کیسے سِدھ ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی سادھو دہرم سے بھرشٹ ہو جاوے تو اُسکو ہم سادہو کب کہتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی اُس کو بندنا نمسکار کرتا ہے۔ اور نہ ہی وہ اُس حالت میں مکتی جا سکتا ہے۔ اے صاحبو اگر کوئی سنیاسی یا بیراگی اپنے دہرم سے بھرشٹ ہو کر بُرے کام کرنے لگ جاوے۔ تو اُس کی مثال دیکر اُن کے مت

آئی دیا نہ شرم لکھا قتل گائے کا
سوامی جی ہائے کیا بُرا کام کر گئے
مکتی سدا کو لکھ کے لکھی اُس سے باز گشت
ناحق ہی پختہ بات کو وہ خام کر گئے
لکھا صریح وید میں ساکن زمین کو
کیوں وید کے خلاف وہ اعلام کر گئے
اچھے ملے طبیب شفا کی تھی آرزو
برعکس اس کے اور وہ سرسام کر گئے
بھارت کا دھرم کر دیا غارت یہ کیا کیا
دنیا و دین میں اپنا بد انجام کر گئے
کیا کیا بیان کروں تیرے سوامی کی خوبیاں
بس آفتاب ہند کی وہ شام کر گئے
نیکی کریگا نیک جگن ناتھ پائے گا
پائیں گے وہ بُرا جو بُرا کام کر گئے۔

پس اب پاٹھک جنوں کو حالات مذکورہ مع غزل کے پڑھنے سے سوامی جی کی لیلا اور اُن کا اُپدیش بخوبی روشن ہو گیا ہو گا۔ کہ انہوں نے ہنسا کے پھیلانے اور وشے کے بڑھانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔ کیا سنیاسیوں اور پری براجک آچاریوں کا ایسا ہی دھرم ہوتا ہے۔؟

اس کے بعد صفحہ ۱۱۴ پر محقق بن کر لکھتے ہیں۔ کہ بھلا کوئی عقل مند آدمی سوچے۔ کہ ان کے سادھو۔ گرہستی اور ترتھنکر جن میں سے بہت سے رنڈی باز اور پراستری گامی اور چور تھے وہ جین مذہب والے سب لوگ تو مکتی کو گئے۔ اور شری کرشن جی وغیرہ

اور ہمیشہ روپے کی سماجوں سے مانگنے کی درخواست کرنا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ عیش و عشرت کا حال یہ تھا۔ کہ کوٹھی اور بنگلوں میں قیام ہوتا تھا۔ گدی اور تکیوں پر آرام ہوتا تھا۔ نوار کے پلنگ پر سوتے تھے۔ ہر وقت پان چباتے تھے۔ حقہ پیتے تھے۔ برہمن عمدہ عمدہ کھانے پکاتا تھا۔ کہار ہاتھ پاؤں دھلواتا تھا۔ چادر اور دو شالہ اوڑھتے تھے۔ زیادہ لکھنا ضرورت نہیں۔ یہ بھی خیال رہے۔ کہ دیانند نے فقط سناتن دھرم ہی کے خلاف نہیں لکھا۔ بلکہ اُس نے ہر مذہب والوں کے بزرگوں کو بُرا بھلا لکھا ہے۔ اور سب پر جھوٹے الزام لگائے ہیں۔

غزل

دنیا میں آکے سوامی جی کیا کام کر گئے
افسوس آریہ دھرم کو بدنام کر گئے

کس کو خبر ہے مر کے ہوئی اُن کی کیا گتی
وہ اپنی زندگی میں تو آرام کر گئے

جائز نیوگ کر دیا دس مرد سے غضب
شرم حیا کا خون سرِ عام کر گئے

خواہش ہو حاملہ کو تو وہ بھی کرے نیوگ
بیہوش ہو کے کیا وہ یہ ارقام کر گئے

ستیارتھ میں لکھا ہے کرو ہوم گوشت سے
جان بے زبانوں کی تہ صمصام کر گئے

دیتے تھے۔ منجملہ اُس کے کسیقدر روپیہ وید بہاشیہ پر چھپا ہوا ہے
پھر کل سماجوں کو یہ نوٹس دیا گیا۔ کہ بیاکرن کی پُستکیں چھپوانے کو
روپیہ کی ضرورت ہے۔ سب صاحب چندہ کرکے روپے روانہ کریں
اُنکو بعد چھپ جانے کے اُسیقدر روپے کی کتابیں دے دیجاوینگی
غرض کے اُس نوٹس کے وسیلہ سے قریب پانچہزار روپے
کے کُل سماجوں سے آگیا۔ اور پستک چھپ کر چہار چند قیمت پر
فروخت ہوئیں۔ مگر چندہ دینے والے صاحبوں کو ایک پُستک
بھی مرحمت نہ فرمائی۔ پھر عرصہ کے بعد سماجوں کو یہ
لکھا۔ کہ جن جن لوگوں نے ویاکرن کی پستکیں چھپوانے
کو روپیہ بطور قرض دیا تھا۔ اگر وہ اس کو دھرمارتھ
چھوڑدیں۔ تو وید بھاشیہ کے کام میں آجاویگا۔ غرض
سب سماجوں نے منظور کیا۔ اور وہ روپیہ دیانند
کے ہی پاس رہا۔ باوجود اِس قدر آمدنی کے خاص
ٹائیپ کا کارخانہ کھولا۔ اور کتابوں کی چہار چند قیمت
مقرر کی۔ اور اُن پر رجسٹری کرائی۔ تاکہ اور کوئی طبع نہ
کراسکے۔ اس تجارت کے ذریعہ سے ہزاروں کا فایدہ ہُوا
ریاستوں سے زر کثیر ملا۔ مگر خواہش زر پوری نہ ہُوئی۔
ہمیشہ یہی نوٹس جاری رہا۔ کہ اگر سماجوں سے چندہ ہوکر روپیہ آوے
تو وید بھاشیہ جلد تمام ہو جاوے۔ آخر میں ایک وہ نوٹس جاری ہُوا تھا
کہ سب سماجوں سے ایک لاکھ روپیہ جمع ہو جاوے تو اُپدیشک منڈلی قایم کرکے جہان
تہاں اپنے دہرم کا پرچار کیا جاوے بعد وفات دیانند کے مشہور ہُوا۔ کہ
۲۵ ہزار روپیہ نقد بمبئی میں کسی سیٹھ کی دکان پر جمع تھا۔ پیشتر
اُنکا حال کسی کو معلوم نہ ہُوا۔ سیٹھ کی دوکان پر اسقدر روپیہ جمع رکھنا۔

کا نہیں تو بیل گائے وغیرہ کا مارنا لکھ دیا۔ افسوس
ست دیانند میں تھا نہ دیا کا نام۔ دیا کو سے ہوتا نہیں ایسا کام
ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳۰۳ میں
لکھا ہے۔ کہ ایک بیل سے ہزار گائیں حاملہ ہوتی ہیں۔ یہاں
وہ ہی مطلب ہے یا کچھ اور۔ ادھیائے ۲۹ منتر ۳ کا بھاوارتھ۔
ماتا کی مانند سُکھ دینے والی پتنی یعنے زوجہ میرے سُکھ کو پراپت
ہو۔ کیا خوب۔ کہیں جورو بھی ماتا کی مانند سُکھ دینے والی ہوتی
ہے۔ یہاں تک دیانند کی کتابوں سے بطور مشتے نمونہ از خروارے
کے قدرے لکھا گیا۔ اب کچھ حال اُس کے سنیاس اور لوبھ کا
لکھا جاتا ہے۔ دیکھو اُس نے خود ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء
کے صفحہ ۱۵۹ میں سنیاسی کے لئے لکھا ہے۔ کہ دھن کی خواہش
اور دھن کے حاصل کرنے میں تدبیر نہ کرے۔ اُس کو کسی دنیوی
کاروبار کا کرنا مناسب نہیں۔ صفحہ ۱۶۳ صرف بھکشا ماتر رکھے
درخت کے نیچے رہے۔ کپڑا خراب پہنے۔ سنیاسی سوائے پرمیشر
سے کسی چیز سے محبت نہ کرے۔ صفحہ ۱۶۴ جب گرہست لوگ کھانا
کھا چکیں۔ اُس وقت سنیاسی اُن کے گھر جا کر کھانا طلب کرے
الخ۔ جب طمع نفسانی اور خواہشات جسمانی کا غلبہ ہُوا۔ تو ستیارتھ پرکاش
مذکور میں سنیاسی کے لئے جو جو کچھ ضروری لکھا تھا۔ سب بھول
گئے۔ یہاں تک کہ جب ستیارتھ پرکاش دوسری بار چھپوایا۔ اُس
میں اُن باتوں کو بالکل نہ رکھا۔ اور اپنی تحریر سابقہ کے بالکل خلاف کارروائی
شروع کی دھن کی خواہش یہاں تک بڑھ گئی کہ راجہ جیکرشن داس
صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ رئیس اعظم مراد آباد سے ساٹھ
روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر تھی۔ اور اکثر لوگ وقتاً فوقتاً دھرمارتھ روپے

اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے۔ کہ عمدہ عورت ہر ملک اور ہر انسان سے لینا چاہیئے۔ اس حکم سے اگر عمدہ عورت مسلمان۔ خواہ عیسائی۔ بلکہ بھنگی چمار تک کی ہو۔ وہاں سے بھی لے لیوے۔ واہ کیا خوب نصیحت ہے۔

سے برین عقل و دانست بباید گریست۔ صفحہ ۲۵۸ میں لکھا ہے اگر گرم ملک ہو۔ تو مع شکھا یعنے چوٹی تک صاف کرا دینا چاہیئے۔ کیونکہ سر میں بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے۔ دیانند کی ہوشیاری پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہندو پن کا نشان تک مٹانا چاہتا ہے۔

سنسکار ودھی مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے۔ کہ جو چاہے کہ میرا بیٹا پنڈت دشمنوں کو فتح کرنے والا اور سب وید ودیانت کا پڑھنے اور پڑھانے اور تمام عمر بھوگنے والا ہو۔ وہ گوشت کے ہمراہ بھات پکا کر کھاوے۔ یہ عجب نسخہ ہے۔

صفحہ ۲۱۴ غلہ وغیرہ کا خواہش مند گوسپند کے گوشت کا بھوجن اور ودیا کا خواہش مند تیتر کا گوشت کھاوے۔ یجروید بھاشیہ ادھیائے پہلا منتر ۵ کا بھاوارتھ۔ جو جھوٹ بولنے والے ہیں۔ وہ اسر راکھشش وغیرہ ناموں کے لائق ہیں۔ خود دیانند اور کوئی دیانندی جھوٹ بولنے سے بالکل بری نہیں ہو سکتا۔ موافق تحریر دیانند کے وہ کن ناموں کے لائق ہوئے۔ ستیارتھ پرکاش سابقہ میں گائے بیل وغیرہ کا مارنا۔ گوشت وغیرہ سے ہوم کرنا پنڈ دینا۔ اور گوشت کھانے کی تائید لکھی ہوئی تھی۔ دوسری بار کے ستیارتھ پرکاش میں لوگوں کے شرمانے سے اس کو نکال ڈالا تھا۔ مگر دل سے سے وہ خرابی دور نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ پھر وید بھاشیہ میں گائے

نیوگ کرے۔ جبکہ نیوگ کی اجازت اولاد نہ ہونے کی صورت میں
ہے۔ تو نیوگ سے دس اولاد تک پیدا کرنا سراسر خلاف عقل ہے
کیونکہ ایک لڑکا یا لڑکی پیدا ہونے سے انسان لاولد نہیں ہوسکتا
پھر دس اولاد تک پیدا کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ دوسری بار
کے چھپے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۱۸ میں لکھا ہے۔ کہ جب
خاوند اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ تو اپنی عورت کو اجازت
دے کہ تُو میرے سوا دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ ایسے ہی عورت
بھی جب بیماری وغیرہ کے سبب سے اولاد پیدا کرنے کی طاقت
نہ رکھے تو اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ آپ کسی دوسری بدھوا
عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کیجئے۔ اور پھر صفحہ ۱۱۹ میں
لکھا ہے۔ کہ جس عورت کا خاوند۔ دھرم۔ ودیا اور دھن وغیرہ کی
خواہش کے لئے پردیس گیا ہو۔ وہ بعد میعاد مقررہ کے کسی سے
نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے۔ جب اصلی خاوند آجاوے۔ تب نیوگ
والا خاوند چھوٹ جاوے۔ اور اگر خاوند زیادہ تکلیف دینے والا ہو
تو عورت کو مناسب ہے۔ کہ اُس کو چھوڑ کر دوسرے سے اولاد پیدا
کرلیوے۔ صفحہ ۱۲۰ میں لکھا ہے۔ کہ حاملہ عورت سے ایک سال
جماع کرنے کے وقت میں مرد یا عورت سے نہ رہا جائے۔ تو کسی
سے نیوگ کرکے اُس کے لئے بیٹا پیدا کردے۔ جس دیانند کے
علم و عقل پر دیانندیوں کو ناز ہے۔ یہ اُس کی پندو نصیحت کا نمونہ ہے
میں یقین کرتا ہوں۔ کہ ایسی باتوں کو شریف تو کیا۔ کوئی رذیل بھی
قبول نہ کریگا۔ دیانندیوں کو اختیار ہے۔
کہ وہ حق جانیں۔ یا ناحق مانیں۔ شاستر کا منشاء ایسا ہرگز نہیں۔

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّا۔ کارِ طفلاں خراب خواہد شُد

صفحہ ۳۰۲ میں ہے۔ کہ اگر کوئی بھی گوشت نہ کھائے۔ تو جانور۔
چرند۔ پرند۔ جس قدر ہیں۔ اُس سے ہزار چند ہو جاویں۔ پھر انسانوں
کو مارنے لگیں۔ اور کھیتوں میں غلہ نہ ہونے پاوے۔ پھر انسان
مرجاویں۔ صفحہ ۳۰۳ میں لکھا ہے۔ کہ جہاں جہاں گومیدھ وغیرہ
لکھے ہیں۔ وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ اور
ایک بیل سے ہزار گائیں حاملہ ہوتی ہیں۔ اس سے نقصان بھی
نہیں۔ اور جو بانجھ گائے ہوتی ہے۔ اُس کو بھی گومیدھ میں مارنا
لکھا ہے۔ کیونکہ بانجھ گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش
نہیں ہوتی۔ صفحہ ۳۹۹ میں لکھا ہے۔ کہ پشوؤں کو مارنے میں تھوڑا
سا دکھ ہوتا ہے۔ اور یگ میں جانداروں اور غیر جانداروں کا نہایت
فائدہ ہے۔ تحریرات مذکورہ بالا سے صاحبان عقل بخوبی سمجھ سکتے
ہیں۔ کہ دیانند دہرم کا پھیلانے والا تھا۔ یا ادہرم کا۔ کوئی ہندو
کا بیٹا ایسی ادہرم کی باتیں ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ رگوید آدی بھاشیہ
بھومیکا کے صفحہ ۲۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ مرد کے لئے وید کی یہ
اجازت ہے۔ کہ جس عورت سے شادی ہووئے۔ یا نیوگ کرے
اُس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ اس سے دو سطر کے بعد
لکھا ہے۔ کہ جس مرد کے ساتھ شادی ہوئی ہو۔ اُس کے مرنے
یا بیمار ہونے پر دوسرے مرد یا عورت کے ساتھ اگر اولاد موجود
نہ ہو تو نیوگ کرے۔ اگر دوسرا بھی مرجاوے یا بیمار ہو جاوے
تو تیسرے کے ساتھ۔ اسی طرح دس تک نیوگ کرنے کی
اجازت ہے۔ یہاں جائے غور ہے۔ کہ اوّل تو وید کی یہ
اجازت ظاہر کی۔ کہ جس عورت سے نیوگ کرے۔ اُس میں دس
اولاد تک پیدا کرے۔ پھر کہا۔ کہ در صورت اولاد نہ ہونے کے

نے اُس کو اپنا چیلا بنایا - اور اُس نے اُس کا نام دیانند سرستی رکھا
تا مدت مدید یہ شخص اُسی مذہب میں رہا ہے - اور اپنے آپکو خدا سمجھتا
رہا - صفحہ ۵۶ و ۵۷ پر لکھا ہے - کہ مجھکو ایک لاش دریا کے
اوپر بہتی ہوئی ملی - میں نے اُسکو دریا سے نکالا - اور تیز چاقو سے
کاٹنا شروع کیا - کیا خوب براہمن اور سنیاسی ہوکر مردہ لاش کو
چیرنا آپ ہی کا کام تھا - ؟ - صفحہ ۵۸ پر چانڈال گڑھ کے ذکر
میں لکھا ہے - کہ اُس جگہ مجھے ایک بڑا عیب لگ گیا یعنے مجھ میں
بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہوگئی - یعنے بعض اوقات
اُس کے اثر سے میں بالکل مدہوش رہا کرتا تھا - ایسے بھنگڑ
کی تحریر اور تقریر پر بھروسہ کرنا عقلمندوں کا کام ہرگز نہیں - کچھ
عرصہ کے بعد اُس نے ایک کتاب موسومہ ستیارتھ پرکاش بنائی
اور ۱۸۷۵ء میں مقام بنارس میں چھپوائی - اُس کے صفحہ ۴۵ میں
صبح و شام گوشت وغیرہ سے ہوم کرنا لکھا ہے - صفحہ ۶۷ میں لکھا
ہے - کہ ملیچھ نام بُرا نہیں - جن لوگوں کی زبان سے سنسکرت حروف
کا تلفظ جیساکہ چاہیئے - صاف ادا نہیں ہو سکتے - اُنکا نام ملیچھ ہے
سماجوں کے اکثر ممبر ایسے ہونگے کہ جنکی زبان سے سنسکرت حروف
کا تلفظ ٹھیک ٹھیک ہرگز ادا نہ ہو سکے گا - بقول دیانند کے وہ
ملیچھ ٹھہرے - صفحہ ۱۴۸ میں گائے کو گدھی کے برابر سمجھ کر لکھا
ہے - کہ گائے سے جب دودھ وغیرہ مطلب ہو - تب تک اُس کو
چارہ وغیرہ دیوے - ورنہ نہیں صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے - کہ گوشت کے
پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں - صفحہ ۱۷۱ میں لکھا ہے - کہ یگ کے
واسطے جو جانداروں کا قتل کرتا ہے - وہ ودھی پوروک قتل کرنا
ہے - یعنے جائز ہے -

رسالہ سناتن دہرم پرچارک۔ امرت سر نے ماہ مئی ۱۹۰۵ء کے پرچہ میں شائع کیا تھا۔ تھوڑا سا بطور نمونہ کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو صاحب مفصل دیکھنا چاہیں۔ وہ کتاب منگواکر دیکھ سکتے ہیں۔

"دیانند کس ذات۔ کس شہر کا اور کس شخص کا بیٹا تھا۔ یہ بات ہنوز کسی کو اصلی طور پر معلوم نہیں۔ اُس نے اپنی زندگی کے حالات ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۰ء کی تھیوسوفسٹ انگریزی اخبار میں خود طبع کرائے تھے۔ اُس کا ترجمہ دلپت رائے جگراؤں والے نے اردو میں کیا ہے۔ وہاں دیانند نے اپنے باپ کا نام اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتلانے کی نسبت جو کچھ عذر لکھا ہے۔ سراسر خلاف عقل ہے۔ خیر ہمکو اُس سے کچھ غرض نہیں ہے۔ اُس کا جو حال معلوم ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ سوانحعمری مذکور کے صفحہ ۲۱ میں دیانند کا قول ہے کہ مجھ کو ایک برہمچاری ملا۔ جس کے اُپدیش سے میں اُس کے فرقہ میں شریک ہوگیا۔ اور اُس نے میرا نام شُدھ چیتن رکھا۔ صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے۔ کہ پرمانند وغیرہ ست پُرشوں نے مجھکو پورا پورا یقین دلا دیا۔ کہ برہم یعنے ایشور میرے وجود سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے مجھے پورا یقین ہوگیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ سے ظاہر ہے۔ کہ پرمانند سُرستی نے اُس کو سنیاسیوں کے چوتھے درجے میں شریک کرلیا۔ اور اُسکو ایک ڈنڈ دیکر اس کا نام دیانند سُرستی رکھدیا۔

ناظرین اب جائے غور ہے۔ کہ یہ شخص پیشتر ایک برہمچاری کا چیلہ بنا۔ جس نے اُس کا نام شُدھ چیتن رکھا تھا۔ پھر پرمانند وغیرہ کی صحبت سے اُس کو پورا پورا یقین ہوگیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ بعد ازاں پرمانند سُرستی ادویت بادی یعنے شنکر آچاریہ مت کے سنیاسی

سنیاسی بنے اور سوامی جی کے لکھے بموجب ویدوں کے حکم پر چلے۔
اور نراکار ایشور کا دھیان کرے۔ تو وہ مکتی پا سکتا ہے۔ یا نہیں۔
اگر پا سکتا ہے۔ تو جین کے مثری بقول بعد رجی سادھو جیسے دہرم کا
پالن کر کے سُرگ میں چلے گئے۔ اس میں کونسی بڑی بات ہے۔

اسی طرح ارنک وغیرہ منیوں کی بات سمجھ لینا۔ افسوس ہے۔ کہ
سوامی جی ہر ایک بات کو لکھتے وقت آگے پیچھے کچھ نہیں دیکھتے تھے
اور نہ ہی سارا حال دیکھتے تھے۔ کھنڈن کے لئے جھٹ تیار ہو جاتے
تھے۔ مطلب اُنکا یہ تھا۔ کہ اگر تمام حال لکھا جاویگا۔ تو کھنڈن ہرگز
نہ ہوگا۔ بھلا اس طرح کھنڈن ہوسکتا ہے۔؟

اس کے بعد سوامی جی محقق بن کر لکھتے ہیں۔ کہ اب اُنکے سادھوں
اور گرہستیوں کی لیلا دیکھئے وغیرہ وغیرہ

سوامی جی ذرا غور کرتے تو اُنکو معلوم ہو جاتا۔ کہ بکار جین دہرم
میں لیلا اور بکار کا ہونا کیسے ہوسکتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو اپنی سوانحعمری اور اُپدیش جو کہ
اوروں کو سُدھار کے واسطے لکھا ہے۔ یاد نہ رہا ہوگا۔ اپنی سوانح
عمری اور اپنی تحریر کی طرف ذرا خیال شریف فرماتے۔ تو اُنکو معلوم
ہو جاتا۔ کہ میں نے خود کیسی لیلا کی ہے۔ اب یہاں پر تھوڑا سا بطور
نمونہ کے ناظرین والا تمکین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ دیانند
کی چند رنگینیاں اور اس کا کچا چٹھا جو پنڈت جگن ناتھ داس صاحب
مُرادآباد نواسی کا بنایا ہوا ہے۔ اور پنڈت تُلسیا رام صاحب شرادھ ایڈیٹر

عسہ دیانند کی چند رنگینیاں اور اُس کا کچا چٹھا پنڈت جگنناتھ داس صاحب ساکن
مرادآباد محلہ دین پورہ سے مل سکتی ہے۔

پاٹ تو آپ نے سُن لیا۔ لو ذرا اب ارتھ کی طرف بھی خیال کرے
ارتھ :- بُھو۔ آکاش۔ سُرگ۔ ہم سورج کی بڑی جوتی کا دھیان
کرتے ہیں۔ وہ ہماری بُدھی کو پریرنا کرے۔ یعنے تیج روپ سُورج
کا ہم دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہماری بُدھی کو راستے پر لاوے۔
پس یہی آپکا گُرو منتر ہے۔ کہ جس پر اتنا گمان رکھتے ہو۔ اوجس
کا کچھ حساب نہیں۔ ذرا خیال تو فرماویں۔ کہ اس میں کونسے پرماتما کا
دھیان ہے۔ اب ذرا آپ ہی منصف مزاج ہوکر انصاف سے
سوچیں کہ تنتر پران اور بھاٹوں کی حکایتوں کو مات کرنے والا کون
ہُوا۔ ؟

اس کے آگے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۰۴ پر مورتی درشن کی بات
پھر لکھا ہے۔ جس کا کھنڈن اوپر لکھا گیا ہے۔

بعدازاں سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ اب ان جینیوں کے سادھوں
کی لیلا دیکھئے۔ "جین مذہب کا ایک سادھو کوشا ویسوا سے
مباشرت کرکے بعدازاں تارک ہوکر سُرگ کو گیا۔" وغیرہ۔

یہاں پر بھی سوامی جی نے اپنی اگیانتا ظاہر کی ہے۔

آریہ۔ بتلایئے کونسی اگیانتا ظاہر کی ہے۔

جینی :- پٹنہ نگر کے شکڈال منتری کے بیٹے تھول بھدر جی جبکہ
گرہست آشرم میں تھے۔ تب ایک ویسوا کے گھر بارہ برس تک
رہے تھے۔ بعد میں وہ اُس کی صحبت کو ترک کرکے اور دُنیا
چھوڑ کر سادھو ہوگئے۔ اور دھرم کا خُوب اچھی طرح سے
پالن کیا۔ اور عمر ختم ہونے پر انتقال کرکے سُرگ گتی (دیوگتی)
کو پراپت ہوئے۔ بتلایئے۔ اس میں کونسی بے جا بات تھی۔ کیا
اگر کوئی آریہ رنڈی باز ہو۔ اور بعد میں وہ اس فعل کو چھوڑ کر

ہوکر پرم برہم میں لین ہو جاویگا۔ یعنے برہم سروپ ہی ہو جاویگا۔
گائیتری منتر سے کوئی بڑا نہیں۔ اُپنشدوں میں بھی بیان ہے۔
کہ جو سورج کے سامنے بیٹھکر گائیتری کا جاپ کریگا۔ وہ بالکل
بے خوف ہوجاویگا۔ پیارے پاٹھک ورگ اب غور کریں۔
کہ ویدک آچاریہ گائیتری منتر کی کتنی تعریف لکھ گئے ہیں۔
اِتنا کہنے کی بھی کچھ ضرورت نہیں۔ اگر گائیتری وغیرہ اپنے
وید منتروں کو لائق تعریف نہ سمجھتے۔ تو ہرگز قبول نہ کرتے۔ انسان
جس چیز کو لائق تعریف سمجھتا ہے۔ اُسی کو قبول کرتا ہے۔ اِس
سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے منتروں کو مہاتم
والے مانتے ہو۔ صرف جینیوں کے منتر کی تعریف ہی آپکو ناگوار
گذرتی ہے۔

آریہ۔ کیا آپ کو گائیتری منتر کے ارتھ کا بھی پتہ ہے۔
جینی۔ ہاں سُن لیجئے۔

गायन्तं त्रायते इति गायत्री

یعنے اُس کے پڑھنے والے کی حفاظت کرے۔ اُس کا نام گائیتری
ہے۔

آریہ۔ بھلا اس کا پاٹ کیا ہے۔
جینی۔ سُن لیجئے۔

ओम् भूर्भुवः स्वः। तत्सवितुर्वरेण्यं
भर्गो देवस्य धीमहि धियो योनः
प्रचोदयात् ॥ यजुः अ० ३६। मं० ३

ہے۔ اور سب طرح کے منگلوں میں درجہ اول کا منگلیک ہے۔

تشریح } اری بمعنے دشمن۔ (کام کرودھ وغیرہ آتما کے دشمنوں سے مراد ہے) جس نے اِن دشمنوں کا ہن یعنے ناش کر دیا ہووے۔ اُسکو اری ہنت کہتے ہیں۔ ایسی کیول گیان حاصل کی ہوئی حالت کے بعد جب وہ مکتی کو پراپت ہوتے ہیں۔ تو اُنکو سِدھ کہتے ہیں۔ اور جو سنسار کے تیاگی اور سچے دہرم کے اُپدیشک ہوویں۔ اُنکو آچاریہ۔ اُپادھیائے اور سادھو کہتے اس نوکار کے پورے پورے تشریحاً مطلب کے واسطے ایک بڑی بھاری ضخامت کی کتاب درکار ہے۔ اس واسطے مختصر ارتھ و تشریح بیان کی گئی ہے۔ ان سب کو نمسکار کرنے سے بڑا بھاری پھل جو کہ جینیوں نے بیان کیا ہے۔ اِس میں سوامی جی کو کیا بُرا معلوم ہُوا۔

اگر ایسی بے تعصب بات سے بھی سوامی جی رنجیدہ ہوں تو اس میں کسی کا کیا دوش ہے۔ آپ لکھ گئے۔ کہ جینیوں نے اِس منتر کے مہاتم سے تنتر بیان اور بھاٹوں کی حکائتوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ لیکن یہ کیوں نہ لکھا۔ کہ ہمارے گائیتری منتر کی بھی اتنی تعریف لکھی ہے۔ کہ جس کا کچھ حساب نہیں۔ ویدک لوگوں میں گائیتری منتر کا جاپ سب سے بڑھکر فضیلت رکھتا ہے۔ منوجی فرما گئے ہیں۔ کہ آدمی کا گائیتری پڑھنے سے مکتی پانا اِس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ خواہ وہ اپنے مت کی اور کوئی بات کرے یا نہ کرے۔ وید کو بھی وہ ہی جانتا ہے۔ جو کہ گائیتری کا پہلا حرف جانتا ہے۔ جو شخص تین برس تک ہمیشہ گائیتری پڑھے گا۔ وہ آکاش اور ہُوا کی مانند صاف

درشٹی یہ کرست است کا نرنے کرنا۔ نہ کہ تعصب میں آکر دُرلبھ منکش جنم کو برتھا گنوانا۔

اس کے بعد جینیوں کا نمشکار منتر لکھکر سوامی جی ایسے لکھتے ہیں "اس منتر کا بڑا مہاتم (عظمت) لکھا ہے۔ یہ سب جینیوں کا گرو منتر ہے۔ اس کا ایسا مہاتم بیان کیا ہے۔ کہ تنتر پران اور بھاٹوں کی باتوں کو بھی مات کر دیا ہے" "اس میں جین کے ارہنت۔ سدھ۔ آچاریہ۔ اُپادھائے۔ اور سادھوؤں کو نمشکار کیا ہے" "اگرچہ منتر میں جین کا لفظ نہیں ہے۔ تاہم جینیوں کی بہت سی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ماسوائے جین مت کے اور کسی کو نمشکار نہ کرنا۔ اس لیئے اس کے یہی معنے درست ہیں"

"سوامی جی کی یہ تحریر بھی تعصب سے بھری ہوئی ہے۔"

آریہ۔ بتلائیے۔ اس میں کونسی تعصب کی بات ہے۔

جینی۔ نوکار منتر کا پاٹھ اور ارتھ سُن لو۔ پھر سوامی جی کا تعصب آپ پر خود بخود روشن ہو جاویگا۔

دیکھیئے نوکار منتر کا پاٹھ یہ ہے۔

णमो अरीहंताणं णमो सिद्धाणं णमो आ-
यरीणं नमोउवज्झायाणं, णमो लोए सव्व-
साहूणं ॥
एसो पंच णमुक्कारो सव्वपावप्पणासणो मं
गलाणं च सव्वेसिं पढम हवइ मंगलं॥

ارتھ: سارا رہنت کو۔ سدھوں کو۔ آچاریہ کو۔ اُپادھیائے کو اور سب سادھوں کو نمشکار ہو) اس نمشکار سے تمام پاپوں کا ناش ہوتا

بھگوان یہ کام دیو کے بان ہیں۔ اور ہم کو انادی کال سے دُکھ دے رہے ہیں۔ اِس لئے ہم چاہتے ہیں کہ تیری بھگتی سے آئندہ کو یہ بان ہمکو نہ تکلیف دیویں۔ بتلایئے کہ یہ ہماری بھاونا بغیر پھولوں کے کیسے ہوسکتی ہے۔ اسی طرح کیسر چندن وغیرہ ہر ایک چیز کے چڑھانے سے علیحدہ علیحدہ بھاونا ہوتی ہے۔ سو وہ بھی بھاونا تارنے کا کارن ہے۔ جس کا بیان کتاب بڑھ جانے کے سبب سے یہاں پر نہیں لکھا جاتا۔

"پاٹھک جنو" غور کرنا چاہیئے۔ کہ جیسے عورت کی تصویر کو دیکھکر کامیوں کو کام جاگتا ہے۔ اسی طرح پرمیشر کی مورتی کو دیکھکر بھگت جنوں کو کیوں نہ بیراگ پیدا ہوگا۔

آریہ۔ آپ کا یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس کا کھنڈن ہمارے سوامی جی نے ایسے کیا ہے۔ کہ اگر پتھر کی مورتی کو دیکھنے سے شبھ پرنام مانتے ہو۔ تو اُس کے جڑھ ہونے وغیرہ کے وصف بھی تمہارے اندر آجائیں گے۔ جب عقل پتھرا جاویگی۔ تو نیست ہو جاؤ گے۔

جینی} آہاہاہا!۔ سوامی جی کی عقل کا کیا ہی کہنا۔ احمق سے احمق بھی خیال کر سکتا ہے۔ کہ عورت کی تصویر دیکھکر کام تو پیدا ہوسکتا ہے۔ نہ کہ وہ شخص عورت بن جاتا ہے۔ اسی طرح بیتراگ دیو کی سانت دانت مورتی کو دیکھکر سانت دانت تو ہو سکتا ہے۔ نہ کہ جڑھ بن جاتا ہے۔ مگر کیا کیا جاوے۔ سوامی جی کی عقل پر تو تعصب کا پردہ پڑا ہی ہوا تھا۔ مگر افسوس ہے اُن پر جو کہ آج کل بھی باوجود ایسی علمیت ہونے کے تعصب کو نہیں چھوڑتے۔ علم پانے کا سار یہی ہے۔ کہ پکش پات دھت

دیکھے ہیں۔ ؟۔ کہنا ہی پڑیگا۔ نہیں۔
جس طرح۔ نقشے بنانے والے نے تمام ملک شہر وغیرہ نہیں دیکھے
لیکن اُس کے بنائے ہوئے نقشے کو دیکھکر تمام ملکوں کا گیان ہو جاتا ہے
اسی طرح مورتی میں بھی سمجھ لینا۔ اگر کہو گے کہ جب شاستروں ہی سے
ایشور کا سروپ کا گیان ہوتا ہے۔ تو پھر مورتی کی کیا ضرورت ہے۔
آپ کا یہ کہنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ اگر کسی شخص کے آگے کسی
نے بمبئی شہر کا حال بیان کیا۔ کہ اُس کا فلاں دروازہ مشرق کو
ہے۔ اور فلاں مغرب کو ہے۔ اور فلاں مکان اسٹیشن سے فلاں
طرف ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور دوسرے شخص کے آگے بمبئی شہر کا
نقشہ بھی رکھدیا اور حال بھی سنایا۔ اب فرمائیے کہ بمبئی کا زیادہ
گیان کسکو ہوگا۔ کہنا ہی پڑے گا۔ کہ حال سُنکر نقشہ دیکھنے والے
کو نہ کہ صرف حال ہی سُننے والے کو۔ اسی طرح مورتی میں بھی سمجھ
لینا۔

آریہ۔ اچھا جی مورتی کا درشن کرنا بھلا ایشور کے سروپ جاننے
میں کارن تو مانا گیا۔ مگر اُس کا ادب۔ اور نمشکار کرنے کی ضرورت
ہے۔

جینی۔ واہ جی واہ خوب سُنایا۔ کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے؟
کہ جس کا درشن کرنا تو مانا جاوے۔ لیکن ادب اور نمشکار
نہ کیا جاوے۔ جیسے کسی کو گرو یا آچاریہ سمجھا جاوے۔ تو کیا اُس کا
ادب یا اُس کو نمشکار نہ کریں گے۔؟ نہیں ضرور کریں گے۔

آریہ۔ بھلا ادب کرنا اور نمشکار کرنا تو مان لیا۔ لیکن پھول وغیرہ
چڑھانے سے کیا مطلب

جینی۔ ہم پھول چڑھاتے وقت یہ بھاونا کرتے ہیں۔ کہ ہے

الیشور کا تعلق نہ رہیگا۔ کیونکہ اوم پد روپی ہے۔ اور ایشور اروپی ہے۔

آریہ } آپ اس بات کو سمجھے نہیں ہیں۔ جس وقت ہم اوم پد کا اچارن اور دھیان کرتے ہیں۔ اس وقت ہمارے دل کا خیال جڑھ روپ اوم شبد کے ساتھ نہیں رہتا ہے۔ بلکہ اس پد کے واچیہ (वाच्य) میں یعنے ایشور میں رہتا ہے۔ نہ کہ اوم پد میں۔

جینی } جب آپکا خیال واچک کو یعنے اس اوم پد کو چھوڑ کر واچیہ वाच्य میں یعنے ایشور میں رہتا ہے۔ تو آپکو واچک کی یعنے اوم پد کی کیا ضرورت ہے۔

آریہ۔ بغیر اوم پد کے ہمکو ایشور کا گیان نہیں ہوتا۔

جینی:۔ جس طرح بغیر شبد کی ستھاپنا "स्थापना" کے ایشور کا دھیان نہیں کرسکتے ہو۔ اسی طرح بغیر مورتی کے ایشور کی پہچان بھی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے جنکو کیول گیان (برہم گیان) نہیں ہوا ہے۔ اُن کے لئے مورتی کا درشن کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر دیکھے مورتی کے ایشور کے سروپ کا بودھ نہیں ہوسکتا۔ جیسے کوئی دو شخص ہیں۔ اُن میں سے ایک نے اصلی ہاتھی دیکھا ہُوا ہے۔ اور دوسرے نے صرف نام ہی سنا ہُوا ہے۔ مگر ہاتھی کبھی بالکل نہیں دیکھا ہے۔ اُن دونوں میں سے نام سُننے والے کو بغیر ہاتھی کی تصویر کے دیکھے اصلی ہاتھی کا گیان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح ہم تم نے بھی ایشور کا نام ہی سُنا ہے۔ مگر دیکھا نہیں ہے۔ اس لئے بغیر ایشور کی مورتی کے ایشور کا گیان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر کہوگے مورتی بنانے والے نے کہاں ایشور دیکھا تھا۔ تو آپ کا یہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ نقشے کے بنانے والے نے کیا تمام مُلک شہر قصبے۔ گاؤں۔ سمندر۔ دریا۔ نہریں۔ جھیلیں۔ جزیرے۔ پہاڑ

اور اس قسم کا پرنیتا پاتر بنانا — प्रणीतापात्र
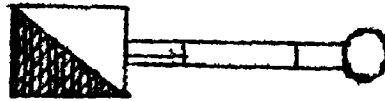
اور ایک اس قسم کی آجیہ ستھالی بنانی — आज्यस्थाली
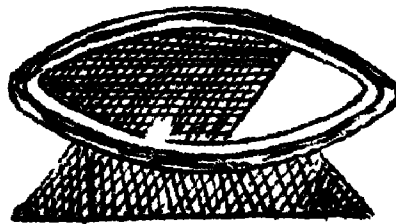
اور اس نمونے کا ایک چمچہ بنانا — चमसा

ذرا غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر سوامی جی مورتی نہیں مانتے تھے۔ تو اپنے سیوکوں کو بغیر خاکہ بنانے کے کیوں نہ سمجھا سکے۔

آریہ } ان خاکوں کو ہم ہُو بہو ویدی وغیرہ تو نہیں مانتے۔ ہم تو صرف اِن خاکوں کو اصلی ویدی وغیرہ کا گیان ہونے میں نمت مانتے ہیں۔

جینی } ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ کہ مورتی ایشور نہیں۔ لیکن ایشور کے سروپ کا سمرن کرانے میں کارن ہے۔

آریہ } ویدی وغیرہ چیزیں تو روپی ہیں۔ لیکن ایشور تو ایک اروپی چیز ہے۔ پھر اس کی مورتی کیسے بن سکے۔

جینی۔ اگر آپ ایشور کو اروپی ہی مانتے ہو تو ادم اس پد کے ساتھ

کہتے ہیں ۔اُن کا جواب پیشتر لکھا گیا ہے ۔ اس لئے دوہرانے کی ضرورت نہیں ۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۶۹ پر مورتی پوجہ کے کھنڈن کرنے کے لئے کئی قسم کی حجتیں لکھتے وقت یہ خیال دل میں نہیں کیا ۔ کہ میں نے ستیارتھ پرکاش میں کیا لکھا ہے ۔

آریہ :۔ ذرا بتلایئے تو سہی کہ سوامی نے کیا لکھا ہے ۔

جینی :۔ اگر تعصب کو چھوڑ کر سوچیں تو مورتی کا ماننا ہی لکھا ہے ۔

آریہ :۔ ہیں ۔؟ آپ بڑی حیرت انگیز بات سُناتے ہو ۔ کیا ہمارے سوامی جی مورتی کا ماننا لکھیں ۔؟ ۔ ہرگز یہ بات نہیں ہو سکتی ۔

جینی } دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۷ یہاں پر اگنی ہوتر کرنیکا طریق اور اس کا ضروری سامان لکھا ہے ۔ کہ اتنی لمبی اور اتنی چوڑی چوکون ویدی بنانی چاہیئے ۔

वेदी ویدی

اور ایسا پروکشنی پاتر بنانا

प्रोक्षणी पात्र

اگر کہوگے ۔ ویدوں سے تو گیان ہوتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں
کہ کیا وید خود بخود ہی گیان پراپت کرانے میں سمرتھ ہیں ۔ یا
آدمی کی سمجھ گیان کراتی ہے۔ اگر کہوگے وید خود بخود ہی سمرتھ
ہیں۔ تو آپ کا یہ کہنا درست نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ اگر ایسا
ہووے ۔ تو مورکھ آدمی بھی اپنے پاس ویدوں کے رکھنے
سے ویدوں کا عالم ہونا چاہیئے۔ مگر ایسا دیکھنے میں نہیں آتا
کیوں کہ ویدوں کو پاس رکھنے والے ہزاروں ہیں ۔ مگر اُن کے
سمجھنے والے سینکڑوں میں سے بھی ایک دو ہی نکلتے ہیں۔
اگر کہوگے اپنی سمجھ سے گیان ہوتا ہے۔ تو اسی طرح
مورتی سے بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ جیسے ہاتھی کی تصویر دیکھ
کر اُس آدمی کو جس نے کبھی ہاتھی نہیں دیکھا ۔ ہاتھی کا گیان
ہو جاتا ہے ۔ اگر اُسکو صرف ہاتھی کا نام ہی بتلایا جاوے
تو اُس کو ہرگز ہاتھی کا گیان نہیں ہو سکتا ہے ۔ کہ ہاتھی ایسا
ہوتا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ مورتی ضرور
ماننی چاہیئے ۔

اس کے آگے صفحہ ۴۶۸ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔
کہ" اگر مورتی پوجہ کرکے بھوساگر سے پار ہو جاتے ہوں ۔ تو
پھر سمیک گیان درشن اور چارتر کیوں کرتے ہو"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں کیونکہ جینی کب
کہتے ہیں ۔ کہ صرف مورتی پوجہ سے ہی تر جاتے ہیں ۔ مورتی
پوجہ بھی سمیک گیان درشن پورک ہی جتھارتھ پھل دینے
والی ہوتی ہے ۔

اسکے بعد سوامی جی نے رتن سار کا شلوک لکھکر جو جو سوال

اُن کا جواب بار بار لکھنا عقل مندی نہیں ہے۔
اس کے بعد سوامی جی نے صفحہ ۴۶۷ پر لکھا ہے "کہ کسی ایک شخص نے پانچ کوڑی کے پھول چڑھائے۔ اُسے اٹھارہ ملکوں کی حکومت ملی۔ اُس کا نام کماپال تھا وغیرہ وغیرہ۔
سوامی جی کا یہ طنزاً لکھنا بے سمجھی میں ہی داخل ہے۔ کیونکہ جس وقت اُس شخص نے پھول خرید کئے تھے۔ اُس وقت اُس کے پاس تمام جائیداد صرف پانچ کوڑی ہی تھیں۔ جن سے پھول لیکر شُدھ بھاونا سے چڑھائے۔ اگر دراصل خیال کیا جاوے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اُس نے صرف پانچ کوڑی ہی نہیں۔ بلکہ اپنی تمام جائیداد شُدھ بھاونا سے دھرم ارتھ میں سمرپن کی۔ ہاں اِس وقت بھی اگر کوئی شخص اُسی طرح سے شُدھ بھاونا پوربک پرم بھگتی سے اپنی تمام جائیداد دھرم کے واسطے سمرپن کرے تو اُس کا بھوانتروں میں راجہ ہونا کوئی مشکل بات نہیں۔ راجہ تو درکنار۔ بلکہ شُدھ بھاونا کے انت رنگ سے مُکتی کو بھی حاصل کرسکتا ہے۔

آریہ:- ہاں بے شک اگر دہرم کے کاموں میں دھن دولت خرچ کیا جاوے۔ تو اُس کا پھل راجہ ہونا اور مُکتی پانا مُشکل نہیں نہ کہ جڑھ مورتی کی پوجہ سے ایسا پھل حاصل ہوسکے۔

جینی:- کیا جڑھ مورتی کچھ نہیں کرسکتی۔

آریہ:- ہاں بے شک اپنے سے تو وہ مکھی نہیں اُڑا سکتی۔ تو دوسروں کو اُس کی بھگتی سے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

جینی:- واہ جی واہ خوب کہا۔ آپ کے وید بھی تو جڑھ ہی ہیں جو کہ مورتی کی طرح مکھی نہیں اڑا سکتے۔ جن سے آپ پرم بدھگتی کا پھل حاصل کرنا مانتے ہو۔

یعنی وید کے علاوہ سب پاکھنڈ ہے۔ اِدھر منوجی سب سے بڑھکر فرما گئے ہیں۔

वेदनिन्दापरायेतु तदा चारविवर्ज्जिता।
तेसर्वे नरकं यांति यद्यपि ब्रह्म बीजजा:
॥१॥

ارتھ:- وید کی مزمت کرنے والے اور اُس کے کہے ہوئے آچار سے رہت سب نرک جائیں گے۔ کیا ہی کہنا۔ آپ کو اور آپ کے منوجی کو اور شنکر آچاریہ کو خوب پکش پات روپ واڑہ بندی کر گئے۔ آنکھیں کھول تعصب کا پردہ اُٹھاکر ذرا غور تو کرنا تھا۔ کہ کنجڑی کی مانند اپنے بیر میٹھے اور دوسروں کے کھٹے کہنے والے جینی ہیں۔ یا آپ؟

پیارے ناظرین کہانتک لکھا جاوے۔ اسی شٹشٹی شتک گرنتھ کی گاتھاؤں کے جھوٹے ارتھ لکھکر سچے جین مذہب پر جھوٹے الزام لگانے کے لئے کئی صفحے بے فایدہ کالے کئے ہیں۔ عقلمند لوگ ہماری اس تھوڑی سی تحریر سے ہی سمجھ جائیں گے۔ کیونکہ لقول ؎

العاقل تکفیۃ الا شارۃ۔

سوامی جی پراکرت سے بالکل بے بہرہ تھے۔ کیونکہ سوامی جی نے جین کے شٹشٹی شتک گرنتھ کی اندازاً تیس گاتھیں لکھکر اُن کے جوارتھ کئے ہیں۔ وہ سب جھوٹے اور اپنی مرضی کے مطابق کئے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اپنے دل میں گمان رکھتا ہو۔ کہ ہمارے سوامی جی نے جھوٹ نہیں لکھا ہے۔ تو جن جن گاتھوں کا ستیارتھ پرکاش میں حوالہ دیا ہوا ہے۔ اُن گاتھوں کا ارتھ پراکرت جاننے والے پنڈتوں سے کراکر دیکھ لیوے۔ پھر ہماری سچائی اور سوامی جی کی لیاقت خود بخود ہی روشن ہو جاویگی۔ چونکہ سوامی جی نے انہی باتوں کو بار بار لکھا ہے۔ اِس لئے

بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ وید کے برخلاف اور اُلٹا ارتھ
کرنے سے اُن کا اُپدیش نہ سُننا چاہیئے۔ بھُولا ہُوا تو آپکا بڑا کار ایشور ہی
تھا۔ جس نے سوامی جی کے فرمان بموجب جھوٹے ارتھ لکھنے والے
مہی دہر۔ سائنا آچاریہ وغیرہ کو کیوں پیدا کیا۔ اور سچے ارتھ کرنے والے
سوامی جی کو اُن سے پیشتر پیدا کیوں نہ کیا۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ
بھُولا ہُوا کون ہُوا۔

اس کے آگے دیانند جی نے جگہ جگہ پر لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگ
بڑے ہٹھ والے ہوتے ہیں۔ دوسرے مت والوں کا ماننا اُوپوجنا
نہیں فرماتے۔ اور اپنے بیر بیٹھے اور دوسروں کے کھٹے کہتے ہیں"۔
سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بڑا پکش پات کا ہے۔ کیونکہ آپ خود
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص وید اور عابد لوگوں
کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اُس وید
کی بُرائی کرنے والے مُنکر کو ذات اور جماعت اور مُلک سے نکال دینا
چاہیئے۔ واہ جی واہ کیا ہی کہنا۔ خوب کہا۔ آپ تو اپنے مُنہ سے اپنے
مت کی تعریف کرتے ہیں۔ اور تعریف بھی کیسی کہ جو وید کو نہ مانے وہ
ناستک ہے۔ ایسا لکھتے ہیں۔ اور جو دوسروں کے گُو گُرو جیسے لفظ
کو دیکھکر جو کہ نہ کسیکی نندیا اور نہ مذمت ہے۔ بھڑک اُٹھتے ہیں۔ یہ
کوئی عقل مندی نہیں ہے۔ سوامی جی جین۔ بودھ۔ کپل۔ گوتم۔
پاتنجلی۔ کناد۔ کبیر۔ گُرو نانک۔ عیسائی۔ اہل اسلام وغیرہ جو جو آپکے
وید کو نہیں مانتے اُنکو دیس نکالا دینا چاہتے تھے۔ اور نیز شنکر
دگ بجے کے چھبیسویں پرکرن میں ~~لکھتے ہیں~~ کہا ہے۔

तदव्यतिरिक्तस्यैव पाखंडत्वात्

راگ۔ دویش۔ کام کرودھ۔ اور استری سمبندھ رہت دیو کو شُردیو مانتے
ہیں۔ اور کنچن کامنی کے تیاگی اور سچے دھرم کے اُپدیشک اور پانچ ٥
مہابرت دھارک کو شُوگرو۔ اور ایسے نراگی گیانی کے بیان کردہ دہرم
کو ستودہرم مانتے ہیں۔ تبلائیے اس میں کیا جھوٹ لکھا ہے۔ کُودیو۔
کُوگرو۔ کودہرم سے جینی کیا بلکہ سب لوگ انکار کرتے ہیں۔ اس سے
دیانند جی کیوں ناراض ہوئے۔ اگر ویدک دیوگرو اور دھرم مذکورہ تعریف
والے ہیں۔ تو اُن کو ماننے سے جینیوں کو انکار نہیں ہے۔ اس کے
آگے سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ کُوگرو کی سیوا نہ کرنی چاہیئے۔ سانپ
کی صحبت سے ایک دفعہ ہی مرن ہوتا ہے۔ لیکن کُوگرو کی صحبت جنم
جنم میں مرنا پڑیگا۔ اس بات سے رنجیدہ ہوکر ستیارتھ پرکاش صفحہ
۵۷۴ پر شٹی شتک گرنتھ کی گاتھا لکھکر صفحہ ۵۸۴ پر محقق بن کر لکھتے
ہیں۔ کہ دیکھئے۔ جینیوں کے برابر گمراہ سنگدل۔ کینہ ور۔ مزمت کرنے والا۔
اور بھولا ہوا کوئی بھی دوسرے مذہب والا نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے
یہ بات دل میں سوچی ہے۔ کہ اگر ہم دوسروں کی مزمت اور اپنی بڑائی
نہ کریں گے۔ تو ہماری تعظیم اور خدمت نہ ہوگی۔ لیکن ان کے لئے
سخت بدنصیبی کی بات ہے۔"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی اصل اگیانتا کو جتلا رہا ہے۔ کیونکہ جو کنچن
کامنی کا بھوگی۔ اور سچے شاستروں سے برخلاف اُپدیش دینے والا ہو
وہ کُوگرو ہے۔ اُس کے ماننے پوجنے سے کوئی پرمارتھک لابھ حاصل
نہیں ہوتا۔ اس سے سوامی جی کیوں ناراض ہوئے۔ اور جینیوں نے
اس میں کس کی مزمت کی۔ اور اپنی کونسی تعریف لکھی؟ جینیوں کی ~~تعریف~~
~~کہنا بدنصیبی~~ ۔۔۔ لکھوں لگ بھی۔ اُن کی بدنصیبی کیوں۔ بدنصیبی
تو آپ کی ہی تھی۔ جو کہ آپ کے ویدک مت والے بھی سوامی جی کی

وادیوں کا پراپت کیا ہے۔ اُن کی تصنیف شدہ گرنتھ اگر سوامی جی دیکھتے
تو اُن کو جین آچاریوں کی لیاقت کا حال خود ہی معلوم ہو جاتا۔ مگر سوامی
جی کو اتنی لیاقت کہاں تھی۔ جو ایسے گرنتھوں کو دیکھ سکتے کیوں کہ
جنہوں نے سنسکرت کے آدھے شلوک کو بھی نہ سمجھا۔ تو پھر وہ
ایسے گوڑھ (عمیق) شاستروں کا ارتھ کیسے سمجھ سکتے۔

"پیارے پاٹھکو!" جیسے یرکان والے کو سب کچھ زرد ہی زرد دکھلائی
دیتا ہے۔ اسی طرح سوامی جی بھی بے علمی کی مرض میں مبتلا تھے
اس لئے اُنکو سب بے علم ہی نظر آتے تھے۔

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۷۴ پر سوامی جی لکھتے ہیں۔ "ان درشن
(غیر مذہب کے فلسفہ جاننے والے)
ٹلنگی (گمراہ۔ برہم چاری۔ سنیاسی وغیرہ سادھو) یعنے جین مذہب
کے مخالفوں کا درشن بھی جینی لوگ نہ کریں" یہاں پر سوامی جی نے
اپنی آگیانتا ظاہر کی ہے۔ کیونکہ اس گاتھا کا ایسا مطلب ہی نہیں
جیساکہ سوامی جی نے لکھا ہے۔ اس کے آگے دوسری گاتھا کا ارتھ بھی
سوامی جی نے نہیں سمجھا ہے۔ گاتھا میں کچھ لکھا ہے۔ اور سوامی
جی نے کچھ سمجھا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو
پراکرت کا گیان بالکل نہیں تھا۔ ورنہ ایسے جھوٹے ارتھ کیوں لکھتے
اس کے آگے سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ "دشٹ کرم ساگر میں ڈبونے
والا جین مارگ ہے۔ کیونکہ یہ لوگ شودیو۔ شوگرو۔ شودھرم کو ہی
مانو ایسا لکھکر دوسرے کو ماننا پوجنا نہیں فرماتے ہیں۔ یہ تو بیر
فروخت کرنے والے کنجڑے کی مانند ہے۔ جس طرح وہ اپنے کھٹے
بیروں کو میٹھا اور دوسروں کے میٹھے بیروں کو کھٹا اور نکما بتلاتا ہے"
سوامی جی کا یہ لکھنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ جینی لوگ

اب جائے غور ہے۔ کہ اپنے مُنہ سے تعریف کرنے والے آپ ہوئے یا جینی؟

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جو جین دہرم میں نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا دھارمک عالم ہو۔ جینیوں کو اُس کا ترک کرنا ہی واجب ہے"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ گاتھا کا مطلب ایسا نہیں ہے۔ کہ جو جین مت سے باہر ہووے۔ اُسی کا ہی ترک کرنا واجب ہے۔ گاتھا میں تو یہ لکھا ہے کہ جو شخص شاستر کا جھوٹا ارتھ کرے خواہ جینی ہی کیوں نہ ہو۔ اُس کا بھی ترک کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اگر اُس کی کوئی بھولا آدمی صحبت کریگا۔ تو اُس کے دہوکے میں آکر سچے مطلب سے محرُوم رہ جائیگا۔ اور بغیر سمجھے سچے مطلب کے دنیا سے کبھی نجات نہ پاویگا۔ اِس لئے جیسے منی والے زہریلے سانپ کو چھوڑنا ہی بہتر ہے۔ اسی طرح اُسکو بھی ترک کرنا واجب ہے۔

اور جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "اُن کے چیلے اور آچاریہ عالم ہوتے۔ تو عالموں سے محبت رکھتے" وغیرہ وغیرہ۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ جین آچاریوں کی علمیت دنیا بھر میں مشہُور ہے۔ جیسا کہ شری شری شری شری شری ہیم چندر جی مہاراج آچاریہ ہوئے ہیں۔ جن کی تعریف بڑے بڑے انگریز ودوانوں نے کی ہے۔ اور جن کا بنایا ہُوا جَینیندر ویاکرن مشہور ہے۔ اور اسی طرح شری دیو سوری جی مہاراج نے ۸۴ مقدمے

بعدازاں صفحہ ۵۵۴ پر اس آدھے شلوک کا ارتھ

सर्वथाऽनुबद्धयोगानांत्यागाचारित्र-
मुच्यते

ایسا کیا ہے۔ کہ "دیگر بُرے مذہبوں سے ہر طرح قطع تعلق کرنا چارتر کہلاتا ہے"۔

"پیارے پاٹھکو"! آپ سوامی جی کی لیاقت تو دیکھیں؟ کہ اس شلوک کا من کلپت ارتھ کر کے اپنی دانشمندی دکھلائی ہے۔ شلوک کا ارتھ یہ ہے۔ کہ "سرب تھا۔ یعنے ہر طرح سے اشبھ (بُرے) من بچن۔ کایہ کے یوگوں کا تیاگ کرنا چارتر کہلاتا ہے"۔ دیکھئے مطلب کیا تھا۔ اور سمجھ کیا لیا لیاقت ہو تو ایسی ہو۔

اس کے بعد سوامی جی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۶۴ پر محقق بن کر لکھتے ہیں۔ کہ" اپنے مُنہ سے اپنی تعریف کرنی اور اپنے ہی دہرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے۔ کیونکہ اصلی تعریف اُسی کی ہے۔ جس کی تعریف دوسرے عالم لوگ بھی کریں۔ اپنے مُنہ سے اپنی تعریف تو چور بھی کرتے ہیں تو کیا وہ لائق تعریف ہو سکتے ہیں"۔؟

سوامی جی کا یہ لکھنا ایسا ہے۔ کہ ویسوا پتیورتی ہونیکا یعنی برہمچریہ پالنے کا اُپدیش دیوے۔ مگر یہ ہو نہیں سکتا۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۴ پر لکھا ہے۔ "وید وغیرہ سچے شاستروں کا سہارا لو۔ کیوں بھرم میں پڑے پڑے ٹھوکریں کہا رہے ہو"!

اب سجن پُرشوں کو منصف مزاج ہو کر غور کرنا چاہیئے۔ کہ سوامی جی اپنے ویدک دہرم کو کتنا سراہ رہے ہیں۔ اور دوسروں کو طعنے دیتے ہیں

دھرم بدھی جان کر نمشکار کرنا اور اُن پانی دینا اس لئے اچھا نہیں سمجھتے۔ کہ اُن سے دھرم سبندھی کوئی فائیدہ حاصل نہیں۔ دین ہین جانکر اُنکو پان دینا جین شاستروں میں منع نہیں فرمایا۔ بتلایئے پھر جینی بے رحم اور سنگدل کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ جینوں کا اصول ہے۔ کہ دان۔ سیل تپ۔ بھاونا یہ چاروں موکش کے دینے والے ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "متھرا کے راجے کے دیوان مسمی نموچی کو جینیوں نے اپنا مخالف سمجھکر مار ڈالا۔ پھر اونا (مہا پرائیشچت) لیکر شدھ ہو گیا" وغیرہ وغیرہ

سوامی جی کا یہ لکھنا اُس حالت میں درست ہو سکتا تھا۔ جبکہ نموچی پردھان کا سارا بیان یہاں لکھتے۔ جس سے پبلک کو معلوم ہو جاتا کہ دراصل بات کیا تھی۔ سوامی جی نے تو ایسا کیا۔ جیسا کہ ایک شخص کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ وہ نماز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے کہا۔ کہ کیوں میاں نماز کیوں نہیں پڑھا کرتے؟ اُس نے کہا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ نماز مت پڑھو۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ کیا لکھا ہے

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ

یعنی نماز کے نزدیک مت جاؤ۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ارے بیوقوف آگے بھی تو پڑھ کہ کیا لکھا ہے۔ یعنے

وَاَنْتُمْ سُکَارٰی

کہ جب بیہوشی کی حالت میں ہو تو نماز نہ پڑھو۔ جاہل نے کہا کہ تمام قرآن شریف پر تمہارا یا تمہارے باپ کا عمل ہوگا۔

ہم اپنے مفید مطلب نصف آیت کاٹ کر ہی لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح سوامی جی نے بھی آگے پیچھے تو دیکھا نہیں اور نہ ہی سوچا کہ اس کا اصلی مطلب کیا ہے۔ یونہی لکھ دیا کہ نموچی کو مار دیا۔ سو کیا یہ کوئی عقلمندی ہے؟

کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ ان کی دہرم کی کتابیں کہاں تک مزمت سے بھری ہوئی ہیں۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ایسا ارتھ نہیں ہو سکتا۔ جیساکہ سوامی جی نے لکھا ہے۔ (پاٹھک جنو) اس گاتھا کا مطلب صرف اتنا ہی ہے۔ کہ راگ دویش سے رہت کا بیان کیا ہُوا دہرم بھوسمبندھی دُکھوں کا ناش کرتا ہے۔ اس لئے راگ دویش سہت کی سیوا میں کیوں غلطاں ہوتے ہو۔ کیونکہ جب وہ خود ہی راگ دویش سے ملین ہیں۔ تو وہ تجھے اچھا کیسے بنا سکیں گے۔ اب پاٹھک ورگ غور کریں کہ اس میں کس کی مزمت ہوئی۔ بعد ازاں سوامی جی نے دوسری گاتھا کا بھی جھوٹا ارتھ کیا ہے۔ کیونکہ سوامی جی نے لکھا ہے "جبکہ نوع انسان پر دیا نہیں۔ تو وہ نہ دیا ہے نہ کبھا" وغیرہ سوامی جی اس گاتھا کا مطلب بھی نہیں سمجھے اور من کلپت ارتھ لکھا ہے۔ کیا دیانند جی کے لکھنے سے جینیوں کا دنیا بھر میں مشہور دیا دہرم اُڑ جائیگا؟ ہرگز نہیں۔

اس کے بعد سوامی جی صفحہ ۵۷۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ "جینی لوگ دیگر مت والوں کو نمسکار کرنی یا روٹی کپڑا وغیرہ دینا اچھا نہیں سمجھتے۔ دیکھو ان کی کتنی بے رحمی ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ جینی لوگ اُنکمپا دان دینا کبھی بُرا نہیں سمجھتے۔ جینیوں کا دان گن دنیا بھر میں مشہور ہے جین شاستروں میں بہُت جگہ پر دان دینا لکھا ہے۔ جینیوں کے چوبیس ترتھنکروں نے جبکہ سنسار میں تھے۔ سب مت والوں کو اُنکمپا دان دیا۔ جب جینیوں کے ترتھنکر دان دیا کرتے تھے۔ تو اُن کے سیوک بے رحم کیسے ہو سکتے ہیں۔

جینی لوگ دہرم بھرشٹ اور جھوٹے شاستروں کے اُپدیشکوں کو

آریہ :- وہاں پر سوامی جی نے کیا غلطی کھائی ہے۔

جینی:- جس مذہب والے کی طرف سے سوال پیدا کرنا ہووے۔ چاہیئے کہ وہ سوال اُس مذہب کے اصولوں کے برخلاف نہ ہو۔ مگر سوامی جی نے جو جو سوال اٹھائے ہیں۔ وہ جین مذہب کے اصولوں کے بالکل برخلاف ہیں۔ مثلاً جینی لوگ سنوگ (اتصال) کے بغیر سرب تھا۔ کرم پری نام کو پراپت نہیں ہوتا۔ ایسا نہیں مانتے ہیں۔ اور سوامی جی نے اس کے برخلاف لکھا ہے یعنے مانتے ہیں ایسا لکھا ہے۔

اس کے بعد سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ جینیوں میں جو اربہت لوگ جیو کا پیمانہ جسم کے پیمانہ کے مطابق مانتے ہیں۔ اُن سے دریافت کرنا چاہیئے کہ ہاتھی کا جیو چیونٹی میں اور چیونٹی کا جیو ہاتھی میں کس طرح سما سکیگا۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی اُن کی جہالت کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ جیو ایک اروپی پدارتھ ہے۔ اس لئے اُسکو جس قدر جگہ ملتی ہے۔ اُتنی میں ہی سما سکتا ہے۔ اروپی شے کا ایک چھوٹے جسم سے نکل کر بڑے جسم میں اور بڑے جسم سے چھوٹے جسم میں رہنا تو درکنار رہا۔ بلکہ روپی شے بھی بڑے جسم سے نکلکر چھوٹے میں اور چھوٹے سے نکلکر بڑے میں سما سکتی ہے۔ دیکھئے کہ اگر چراغ کو مٹی کے برتن کے نیچے رکھا جاوے۔ تو اُس کا روپی پرکاش اُتنی ہی جگہ میں سما سکتا ہے۔ اور اگر اُس چراغ کو بڑے کمرے میں رکھا جاوے۔ تو تمام کمرے میں اُس کی روشنی سما جاتی ہے۔ جبکہ روپی پرکاش کو کہ جس قدر جگہ ملے۔ اُتنی میں ہی سما سکتا ہے۔ تو پھر اروپی آتما کیوں نہ سما سکیگا۔

اس کے آگے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۳۴ پر ششٹی شتک کی گاتھا لکھکر اور آپ محقق بن کر لکھتے ہیں۔ کہ اب عالموں

کا یہ لکھنا درست نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ جیو اچھے اچھے جنم دھارن کرے اور بڑے نہ دھارن کرے۔

آریہ:۔کرم جڑھ ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے ایشور کو پھل داتا ماننا چاہیئے۔

جینی} شراب۔ افیوں بھی تو جڑھ ہی ہیں۔ جیسے وہ بھی پھل اپنا دیتے ہیں۔ ایسے ہی انکے نشے کی طرح کرم خود بخود پھل دیتے ہیں۔ دوسرے کی ضرورت نہیں۔

آریہ} اگر ایسا ہو تو ہمیشہ شراب پینے والے کو نشہ کم چڑھتا ہے۔ اور جو شراب کا عادی نہ ہو۔ اُس کو زیادہ چڑھتا ہے۔ ایسے ہی ہمیشہ پاپ کرنے والوں کو تھوڑا اور گاہ بگاہ کرنے والوں کو زیادہ پھل ہونا چاہیئے۔

جینی} واہ جی واہ آپ نے تو اپنے منہ سے خود ثابت کر دیا۔ کیونکہ آپ بھی تو کرم کا اناد سے ہونا مانتے ہو۔ جب انادی کال سے کرم کرنے کا جیو ابھیاسی ثابت ہوا۔ اور ابھیاسی کو کرم کا اثر نہیں مانتے ہو۔ تو پھر آپ کا ایشور پھل پرداتا کیسے سدھ ہوا۔ کیونکہ آپ کے کہنے کے بموجب ابھیاسی ہونے سے نشے کی طرح کرم بھی پھل نہیں دے سکتے۔ اگر کہو گے کہ کرم پھل نہیں دیتے۔ لیکن ایشور دیتا ہے۔ تو وہ ایشور کیا ہوا۔ وہ تو پرم شترو ہوا۔ کیونکہ ہمارے بڑے کرم تو ہمکو پھل دے ہی نہیں سکتے۔ اور ایشور دلوا کر ناحق دکھی کرتا ہے۔ اگر کہوگے کہ ایشور انصاف والا ہے۔ تو آپ کا یہ کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا کھنڈن ہم پہلے کر چکے ہیں۔

اس کے آگے صفحہ ۵۲۴ پر جینیوں کی طرف سے سوال کرتے وقت بھی سوامی جی نے غلطی کھائی ہے۔

کو لکھنا عقل مندی میں داخل نہیں ہے۔ سوامی جی نے بالکل خیال نہیں کیا کہ میں ایک بات کو کتنی دفعہ لکھ چکا ہوں۔

بعد ازاں سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جو کبھی نرمل نہیں تھا تو وہ نرمل بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے سفید کپڑے میں پیچھے سے لگی ہوئی میل کو دھونے سے دور ہو جانے پر پھر بھی میل کپڑے کو لگ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح مکتی میں بھی لگے گی۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ اگر دھوئے ہوئے کپڑے کو ایسی جگہ پر رکھا جاوے جہاں دھول کے ذروں۔ کسی قسم کی میل وغیرہ اور انسان کے جسم کا تعلق نہ ہو۔ تو وہ کپڑا ہرگز میلا نہ ہوگا۔ اسی طرح پرم پوتر سدھ شِلا پر رہنے والے مکتی کے جیو ستھیات[۱] وغیرہ کے سمبندھ سے رہت مکتی میں رہتے ہوئے ملین نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور نیز کپڑا پیچھے سے میلا ہوتا ہے۔ اور جیو انادی ملین ہیں[۲]۔ اور جیو چیتن ہے۔ اور کپڑا جڑھ ہے۔ اس لئے درشٹانت[۲] اور دارشٹانتک کا وِشم[۳] بھی ہے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ اگر صرف کرم ہی جسم کے دھارن کرنے کا نمت ہو۔ اور ایشور کارن نہ ہو۔ تو وہ جیو بُرا جنم کہ جس میں بہت دکھ ہو۔ اسکو دھارن کبھی نہ کرے۔ بلکہ اچھے اچھے جنم دھارن کیا کرے۔ یہاں پر بھی سوامی جی نے غلطی کھائی ہے۔

آریہ۔ بتلائیے۔ سوامی جی نے کیا غلطی کھائی ہے۔

جینی } ہم کرموں سے ہی اچھی بُری گتیوں میں جیو کا جانا مانتے ہیں۔ جیو کرموں کے آدھین ہے۔ خود مختار نہیں۔ اس لئے سوامی جی

---

[۱] مثال[۲] جس کی بابت مثال دی جاوے۔ [۳] یعنی یکساں نہیں ہے۔

پھر بھی راجہ اپنے انصاف کے لئے چور کو سزا دیتا ہے۔

یہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ جب کسی آدمی نے دوسرے کا مال لوٹ لیا۔ اور اُس کو مار دیا۔ اگر راجہ اُسکو سزا نہ دیوے۔ تو اُسکو دیکھکر دوسروں کو بھی ایسے کام کرنے کی جرأت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر راجہ کا خوف کسی آدمی کو نہ رہے۔ پھر تو لوگ آئیندہ کو بہت خرابیاں کریں گے۔ بہت لوگ لڑلڑکر مر جائیں گے۔ کئی لوگ دُکھی ہو کر اُس راجہ کو کمزور دل جان کر اُس کے راج کو چھوڑ کر دوسرے راج میں چلے جائیں گے۔ تب اُس راجہ کا راج برباد ہو جاویگا۔ اور راج کے برباد ہونے پر راجہ کے سُکھ بھی برباد ہو جائینگے۔ اس لئے راجہ تو اپنے راج کے دور ہونے کے خوف سے اور نیز اس خیال سے کہ اگر راج دور ہو گیا۔ تو سُکھ بھی دور ہو جاویگا۔ انصاف کرتا ہے۔ اور جیُوں کو سزا دیتا ہے۔ اب بتلایئے کہ کیا ایشور بھی جیووں کو سزا نہ دیوے تو اُس کے کون سے سُکھ ہیں۔ جو دور ہو جاتے ہیں۔ اگر ایشور کو بھی ابھی سُکھوں کے دور ہو جانے کا خوف باقی ہے۔ تو وہ ایشور ہی کس بات کا ہے۔ وہ تو سنساری جیو ہے۔ کہ جس کے پیچھے ابھی خوف لگ رہا ہے۔ اور نیز راجہ کی رعیت تو ایک دوسرے کو دیکھکر خرابیاں کر سکتی ہے۔ مگر وہ جیو سوشپتی کی طرح پرلے میں پڑے تھے۔ وہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور آئیندہ بھی کرنے کو سمرتھ نہیں تھے۔ اگر ایشور سزا نہ دیتا۔ تو اُسکا کون سا راج نشٹ ہو جاتا۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایشور جگت کا کرتا نہیں ہے۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۴ پر مُکتی کو انت ثابت کرنے کے لئے جو پرمان دیئے ہیں۔ اُنکی تردید پہلے کی گئی ہے۔ اس لئے یہاں پر دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بار بار ایک ہی بات

کرنے سے اننت جیووں کو تکلیف ہووے ۔ ایسے کاموں کے کرنے والے
کو پرشارتھی اور نہ کرنے والے کو دار دری کون عقل مند کہہ سکتا ہے۔؟
کوئی بھی نہیں۔ اور سوامی جی نے جو سُکھ کی بابت لکھا ہے ۔ کہ دُکھ سے
کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور کئی پوتر آتما مکتی کو پراپت ہوتے ہیں۔
وغیرہ۔ فرض کیا کہ جن لوگوں نے مکتی وغیرہ سُکھ پائے بھلا وہ اُنکو
تو سُکھ ہونا مانا گیا ہے۔ لیکن جن جیووں کو دُکھ پیدا ہوا ۔ اور نرک میں
بے شمار تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں ۔ اُن جیووں کو پرلے سے نکالکر کیا سُکھ دیا
اُنکے لئے ایسا پرشارتھی ایشور اگر نہ ہوتا ۔ تو بھی اچھا تھا واہ جی واہ کیا
خوب ایشور کا پرشارتھ ہے۔ جو بغیر مطلب کے جیووں کو دُکھ دیتا ہے۔
نیز جو سوامی جی نے لکھا ہے ۔ کہ پرلے میں نکمے جیسے سُوشپتی (گہری
نیند) میں پڑے رہتے ہیں ۔ اور پرلے کے پوریہ (پیشتر) سرشٹی
میں جیووں کے کئے ہوئے پُن پاپ کرموں کا پھل ایشور کیسے دے
سکتا۔ اور جیو کیسے بھوگ سکتا ۔ اس پر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اُنکو
نکمے دیکھکر ایشور کو گُدگُدی اُٹھتی ہے ۔ اگر وہ کام نہیں کرتے ۔ تو
ایشور کا کونسا گڈا اٹک رہا تھا ۔ جو کہ اُنکو پرلے سے نکالنے سے چل پڑا
ہاں البتہ اُنکو نرک ۔ سُرگ ۔ سُکھ ۔ دُکھ ۔ پشو ۔ پنکھی وغیرہ کئی قسم کے
پھل دینے کا ٹنٹا تو ایشور کے گلے میں پڑ گیا ۔ اور دوسرا سوال یہ
پیدا ہوتا ہے ۔ کہ اگر ایشور سرشٹی نہ بناتا ۔ اور اگر ایشور اُنکو پھل نہ دیتا
تو کیا اُنکے پاپوں کا پھل ایشور کو بھوگنا پڑتا تھا ۔ اگر کہوگے نہیں ۔ تو
پھر کس لئے ناحق دُکھ میں ڈالا ۔ اگر کہوگے ایشور منصف ہے۔ اس
لئے اگر اُن کے کئے ہوئے کرموں کا پھل نہ دیوے ۔ تو اُس کے انصاف
میں فرق رہتا ہے ۔ جیسے اب بھی کوئی چوری یا خون وغیرہ کرتا ہے
ایسے کاموں کے کرنے سے راجہ کو تو کوئی دُکھ نہیں ہوتا ہے ۔ لیکن

تو پھر وہ بغیر مطلب دوسرے جیووں کو دُکھ دینے کے سبھاؤ والا ہُوا۔ وہ ہرگز ایشور نہیں ہوسکتا ہے۔ جب جگت بنانے کا پریوجن (مطلب) ہی نہیں تو کس طرح ثابت ہُوا۔ کہ جگت ایشور نے رچا۔ جب کوئی بھی پریوجن ایشور کے سرشٹی بنانے میں نہ ملا۔ تب دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۴ پر لکھدیا۔ کہ نہیں بنانے میں کیا پریوجن ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ایسا سوال جوکہ بیوقوف آدمی بھی نہیں کرتا۔ وہ سوامی جی نے کیا ہے جس کا جواب چھوٹا سا لڑکا بھی دے سکتا ہے۔ پریوجن کا ابھاؤ ہی نہ بنانے کا پریوجن ہے۔ اس بات کو عام لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس کام کے کرنے سے کوئی مطلب نہیں۔ اُس کام کو کوئی احمق بھی نہیں کرتا۔

پھر اُسی صفحہ پر سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ جگت کو نہ بنانا آلسی اور دارودی لوگوں کی باتیں ہیں۔ پُرشارتھی کی نہیں۔ اور جیوں کو پرلے میں کیا سُکھ اور دُکھ ہے۔ جو سرشٹی کے سُکھ دُکھ کی برابری کیجاوے تو سُکھ کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور بہت سے پوتر جیو آتما دھرم جیو مُکتی کے سادھن کر موکش کے آنند کو پراپت ہوتے ہیں اور پرلے کے پورب (پیشتر) سرشٹی میں جو جیووں کے کرے ہوئے پاپ پُن کرموں کے پھل ایشور کیسے دے سکتا۔ اور جیو کیوں کر بھوگ سکتے" وغیرہ وغیرہ

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ جو کام نکما ہووے اور اُس سے کچھ مطلب حاصل نہ ہوتا ہووے۔ اور نیز اُس کام کے

سے سرشٹی رچتا ہے ۔ اگر کہوگے ۔ ایشور کو جیوؤں کے کرموں نے کیا دکھ دینا تھا۔ وہ تو سرب شکتی مان ہے ۔ صرف کریڑا واسطے ہی سرشٹی رچتا ہے ۔ واہ جی واہ ۔ اچھا ایشور آپ نے مانا۔ جو اپنی کھیل واسطے جیوں کو انیک دکھوں میں ڈالتا ہے ۔ انا تھ جیوں کو نرک میں ڈالنا ۔ داریدری اور روگی کرنا یہ دیاوان کا کام ہرگز نہیں ہے ۔ سچ ہے ۔ کہ چڑیوں کی موت اور گنواروں کی ہانسی ۔ اگر کہوگے کہ ایشور منصف ہے ۔ جیوں کے فعلوں کے مطابق انکو سزا دیتا ہے ۔ اس میں ایشور کا کیا دوش ہے تو آپکا یہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ آپکا ایشور گیتی پرمان سے انیائے ۔ اور شترو ۔ اور اگیانی ثابت ہوتا ہے ۔ کیونکہ جس وقت جیو برا کام کرتا ہے اس وقت اور اس سے پہلے ایشور جانتا ہے یا نہیں ۔ اگر کہوگے کہ نہیں ۔ تو آپکا ایشور اگیانی ثابت ہوا ۔ اگر کہوگے کہ دیکھتا اور جانتا ہے ۔ تو انیائی اور بڑا سخت دشمن ثابت ہوا ۔ کیونکہ وہ جانتے کے روکتا نہیں ۔ اور سزا دینے کو جھٹ تیار ہوتا ہے ۔ (پاٹھک گن) آپ غور کریں کہ دنیاوی راجہ کو بھی اگر معلوم ہو جاوے کہ فلاں مقام پر چوری ہوگی ۔ یا ڈاکہ پڑیگا ۔ یا فلاں مقام پر فلاں آدمی کسی آدمی کو قتل کریگا ۔ تو وہ فوراً اس کام کے روکنے کے لئے پہلے ہی تیار ہو جاتا ہے ۔ اور مناسب انتظام کرتا ہے ۔ وہ پرماتما جسکو سرب شکتیمان اور سروگ مانتے ہو ۔ وہ ہمکو باوجود دیکھنے کے برے کام سے نہ ہٹا دے ۔ تو اس جیسا انیائی ۔ اور شترو اور کون دیکھنے میں آویگا ۔ اگر کہوگے کہ ایشور کا سبھاؤ ہی انادی کال سے جگت بنانے کا ہے ۔

تھے۔ اس لئے اُن کو بڑی گہری نیند سے نکالنا کیا تھوڑا سُکھ
ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بھلا جن جیووں کو سُکھی رچا
اُنکو سُکھ دیا۔ لیکن جن جیووں کو دُکھی رچا۔ اُن کو کیا سُکھ دیا۔
جو کہ کشٹ۔ بھگندر۔ جلودھر۔ فاقہ کشی وغیرہ وغیرہ سخت تکلیفیں
برداشت کر رہے ہیں۔ اُن پر ایشور نے کیا دیا کی۔ اس دیا سے تو
نہ ہی کرنی بہتر تھی۔ بیچارے غریب جیو سُکھ سے سوتے ہوئے
تھے۔ اُنکو ایشور کی دیا نے مشکلات میں ڈال دیا۔ اگر کوئی آدمی
کسی سوتے ہوئے کو جگا دیوے۔ تو وہ دل میں دُکھ مانتا ہے۔
اُن بیچارے جیووں کا کیا حال۔ کہ جنکو نیند سے اُٹھا کر نرک میں
ڈال دیا۔ وہ جیو تو ایشور کی بہت ہی حمد و ثنا کرتے ہونگے۔ کہ
جن پر ایشور نے ایسا پراُپکار کیا۔ (پاٹھک ورگ) اب ذرا غور کریں
کہ یہ دیا ہے۔ یا ظلم۔ اگر کہوگے ایشور کیا کرے۔ وہ جیو آپ ہی ایشور
کے آگے عرض کرتے ہیں۔ اس لئے ایشور نردوش ہے۔ یہ کہنا
بھی نادانی میں داخل ہے۔ کیونکہ اول تو اُن جیوونکا جسم ہی نہیں
ہے۔ وہ زبان اور حلق بغیر کچھ کہہ نہیں سکتے۔ تو عرض کس طرح
گذاری۔ بھلا فرض کیا۔ کہ جن جیوونکو ایشور نے سُکھی رچا۔ اُن کا
عرض کرنا تو بھلا مان لیا۔ مگر جن کو دُکھی رچا۔ وہ جیو اپنے آپکو
مصیبت میں ڈالنے کے لئے کیسے عرض کر سکتے ہیں۔ اگر کہوگے
وہ جیو عرض نہیں کرتے۔ لیکن اُن جیووں کے ساتھ جو کرم
لگے ہوئے ہیں۔ اُن کا پھل بھُگتانے واسطے ایشور جگت کو
رچتا ہے۔ تو پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اگر ایشور اُنکو کرموں کا پھل نہ
بھُگتا دے۔ تو کیا وہ کرم ایشور کو دُکھ دیتے ہیں۔ کہ جن کے خوف

اور چھلکے کا تعلق اناوی نہیں ملتے ۔ تو بتلائیے کہ کونسے دن ان
کے ساتھ چھلکا لگا۔ اگر کہوگے کہ جس دن ایشور نے دنیا پیدا
کی ۔ تو آپ کا یہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ دیانند جی
ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ سرشٹی کا وقت آتا ہے۔ تب
پرماتما اُن پرم سوکشم (بہت باریک) پدارتھوں کو اکٹھا کرتا ہے۔
(پاٹھک جنو) غور تو کرو۔ کہ پرماتما باوجود سرب شکتی مان ہونے
کے کنگالوں کی مانند پدارتھ اکٹھے کیا کرتا ہے۔ اور پھر اُن میں سے
مہاں تتو بناتا ہے۔ اُس سے اہنکار۔ اور پھر اُن سے پانچ تن
ماترا وغیرہ وغیرہ اُنوکرم سے سرشٹی بناتا ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں
کہ جو اتنی محنت کرکے سرشٹی بناتا ہے۔ اُس سے ایشور کو کوئی خاص
ضرورت ہے۔ یا وہ پدارتھ خود ایشور کے آگے عرض کرتے ہیں۔
کہ ہم کو بناؤ۔

اگر پہلا پکش مانو گے ۔ تو ایشور کرت کاریہ (کرنے ہیں کرنے
لایق کام جس نے) نہ رہیگا۔ کیونکہ ایشور کا تو بڑا بھاری کام رہا ہُوا
معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنی محنت سے جگت کو بنانا چاہتا ہے۔
اگر کہوگے کہ ایشور کو کوئی ضرورت نہیں۔ تو پھر کیوں ناحق اتنی
محنت اُٹھاتا ہے۔ کیونکہ بغیر مطلب کے کوئی بے وقوف بھی کام
نہیں کرتا ہے۔ اگر کہوگے کہ ایشور دیالو ہے۔ اور دیا کرکے
پرلے میں رہے ہوئے جیووں کو پرلے سے نکالکر اُنہوں کو سُکھ
دینے کے لئے جسم بناکر اُن کے ساتھ جیووں کا تعلق کرتا ہے۔
تب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پرلے میں اُن کو کیا دُکھ تھا۔ اگر کہوگے
وہاں سُکھ بھی کیا تھا۔ وہ تو (सुषुप्ति) بڑی گہری نیند میں پڑے

سوامی جی کا ایسا لکھنا تب درست ہو سکتا ہے۔ کہ جب جینی ایک ہی بھنگ کو مانتے ہوں۔ مگر جینی لوگ گیتی پہان سے کرم اور جیو کے سمبندھ (تعلق) میں تین بھنگ مانتے ہیں۔ سادی سانت سمبندھ۔ انادی سانت سمبندھ۔ انادی اننت سمبندھ۔ سادی سانت سمبندھ تیرھویں گن استھان میں ساتا بیدنی کرم کا ہوتا ہے۔۔ کیونکہ اس کرم کی اس جگہ پر صرف انتر مہورت میعاد ہوتی ہے۔ اور انادی اننت سمبندھ ابھبوں کو اور انادی سانت سمبندھ مکتی گامی بھبوں کو۔ بتلایئے۔ اب آپ کی ترک فضول ہے۔ یا نہیں۔ کہنا ہی پڑیگا۔ کہ فضول ہے۔ اس کے بعد سوامی جی کرموں کے ابھاو کو نمت مان کر مکتی کو اننت ثابت کرنی چاہتے تھے۔ مگر اس طرح اننت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ابھاؤ کوئی پدارتھ نہیں جیسے بھینس کے سینگ کے ابھاؤ کی طرح گدھے کے سینگ کا ابھاؤ بھی معلوم ہوتا ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ سَدْ۔ اسَدْ روپ دونوں چیزوں کے ابھاؤ کی پرتیتی ہونے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھاؤ کوئی پدارتھ نہیں۔

بعد ازاں دیانند جی لکھتے ہیں "کہ جیو اور کرموں کا سمبندھ (تعلق) چھلکے اور بیج کی مانند نہیں ہے"۔ وغیرہ

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ جیو اور کرموں کا تعلق بیج اور چھلکے کی مانند ہی ہے۔ جیسے جیو کے ساتھ کرم انادی ہیں۔ ایسے ہی دھان کے ساتھ چھلکا انادی ہے۔ اگر آپ دھان

۱؎ دو گھڑی۔ ۲؎ جس کی ہستی ہو جس کی ہستی نہ ہو۔

بعدازاں لکھا ہے۔ کہ جینی لوگ درب پریاؤں (جو سروں کی تغیرات) کو اَنادی اَننت مانتے ہیں۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی باطل ہے۔ کیونکہ جینی لوگ پریاؤں (حالتوں) کو اَنت ہی مانتے ہیں۔ ہاں درب یعنی جوہر کو ننت مانتے ہیں۔ کیونکہ درپیارتھک سے نیت پنے کو ثابت کرتا ہے۔ اور پریائے آرتھک * مانتے ہیں۔ انکو ننت لکھنا کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ جو پبلک پر خود بخود ہی روشن ہے۔

اس کے بعد صفحہ ۵۰۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جو جڑھ ہیں۔ اُن میں پُن پاپ کبھی نہیں ہوسکتا۔

یہ لکھنا بھی بعید از قیاس ہے۔ بھلا جینی کب جڑھ میں پُن پاپ مانتے ہیں۔ سوامی جی کی یہی عادت تو ٹھیک نہیں تھی۔ کہ مطلب کو تو سمجھنا نہیں۔ اور کھنڈن کے لئے جھٹ تیار ہو جانا۔ اسی صفحہ پر جو شلوک ہے۔ اُس کا مطلب سوامی جی نے بالکل نہیں سمجھا ہے۔ اگر سمجھتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے۔ کہ پُدگل جو جڑھ ہیں۔ ان میں پُن پاپ نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اس شلوک سے ایسا مطلب نہیں نکلتا ہے کہ جینی لوگ جڑھ میں پُن اور پاپ سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی نے الپ اور الپگتا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ اُس کا کھنڈن پیشتر تحریر ہوچکا ہے۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ اَنادی کرم اور بندھ کا چھوٹنا نہیں ہوسکتا۔ اس کے کھنڈن کی بھی اب دوبارہ ضرورت نہیں۔ کیونکہ پیچھے ثابت کر آئے ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ اگر اَنادی کا بھی فنا ہونا مانوگے تو تمہاری تمام اَنادی اشیاء کا بھی فنا ہونا لازم آویگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

* [illegible]

ہے۔ اور لون سمندر دو ارب کوس کے پرمان والا ہے۔ مگر سوامی جی نے پھر بھی دیگر لوگوں کے بہکانے کے لئے ایسی ایسی فضول باتیں لکھکر کتنے کاغذ ہی کالے کئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے جھوٹ بولنے کا ٹھیکہ ہی لے رکھا تھا۔ بعد ازاں سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگ اپنی کتابیں غیر مذہب کے کسی عالم کو نہیں دیتے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ اگر جینی لوگ کسی دیگر مذہب والے کو اپنی کتابیں نہیں دیتے تھے۔ تو جن گرنتھوں کا سوامی جی نے حوالہ دیا ہے۔ اُن گرنتھوں کو سوامی جی کہاں سے لے آئے نیز اگر جینی لوگ اپنی مذہبی کتابیں نہیں دیتے تھے۔

تو اُن کی مقدس کتابوں کا ترجمہ انگریز ودوانوں نے کس طرح کر لیا۔ اور جو امریکہ جرمن وغیرہ کی لائبریریوں میں جینیوں کے ہزاروں پُستک موجود ہیں۔ وہ کہاں سے آگئے۔ بلکہ ہر ایک آدمی بمبئی۔ بھاونگر۔ احمدآباد۔ لاہور وغیرہ شہروں سے قیمتاً جینیوں کی مقدس کتابیں منگا سکتا ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی کے دل میں جو آیا۔ سو لکھ مارا۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۴۹ پر جگت کرتا کے بارے میں لکھا ہے۔ جس کا کھنڈن کچھ پیچھے ہو چکا ہے۔ کتاب بڑھ جانے کے سبب سے یہاں پر درج نہیں کیا جاتا اور جس کو ایشور کرتا کے کھنڈن کی مفصل بحث دیکھنے کی ضرورت ہو۔ وہ سیادواد منجری۔ اور شری نندی سوتر اور سوگڑانگ وغیرہ میں دیکھ لیں۔

کہ ۔۔۔۔ ۴۳۲۱ برسوں کی چترجگی ۔ دو ہزار چترجگیوں کا ایک اہوراتر (دن اور رات) اب خیال کرنا چاہیئے ۔ کہ ہر ایک آدمی جانتا ہے ۔ کہ دن رات چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے ۔ اور سوامی جی لاکھوں بلکہ کروڑوں برسوں کا ایک دن رات لکھتے ہیں ۔ ایسی اتنی بیہودہ بات کو جس کو احمق سے احمق بھی قبول نہیں کرتا ۔ درست جانتے ہیں ۔ اور جینیوں کے چار اندری والے جیوں کی لمبائی جس کا پرمان اور اندازہ خود نہیں سمجھ سکے ۔ غلط مانتے ہیں ۔ سچ ہے ۔ دوسرونکا تنکا نظر آتا ہے ۔ اور اپنی سلنگھ نظر نہیں آتی ۔ اور اسی طرح بڑے سمندروں میں پانی میں چلنے والے مگر مچھ وغیرہ جیووں کو جینی لوگ ہزار یوجن لمبا مانتے ہیں ۔ وہ بھی اُتسیدانگل کے حساب سے سمجھنا ۔ جبکہ لاکھوں کروڑوں یوجن لمبے سمندر ہیں ۔ تو اُن میں اُتسیدانگل کے حساب سے ہزار یوجن کے لمبے مگر مچھ کیوں نہ ہونگے ۔ جبکہ چھوٹے سمندروں میں اتنے بڑے مچھ ہوتے ہیں ۔ کہ جو جہاز کو اُلٹ دیتے ہیں ۔ تو بڑے سمندروں میں بڑے مچھ کیوں نہ ہونگے ۔ اس بات سے انکار کرنا انصاف سے بعید ہے ۔ جینی لوگ بھارت ورش کے سمندر میں اتنے بڑے مچھ کا ہونا کب مانتے ہیں ۔ جس کی بابت سوامی دیانند جی کو سوچنا پڑا ۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۴۸ پر لکھا ہے ۔ "اب اس زمین میں اول ایک جمبودیپ سب دیپوں کے درمیان ہے ۔ اس کا پرمان لاکھ یوجن یعنی ایک ارب کوس ہے وغیرہ"

یہ سب سوامی جی کی بناوٹی باتیں ہیں ۔ ہمارے کسی جینی شاستر میں ایسا نہیں لکھا ہے ۔ کہ جمبودیپ ایک ارب کوس ہے ۔ [illegible]

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۷۴۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے کہ جینی لوگ دس ہزار کوس کا ایک یوجن مانتے ہیں۔ سوامی جی کی یہ تحریر انکی دروغ گوئی کی عادت کو ظاہر کرتی ہے۔ کیونکہ یہ بات جین مت کے کسی شاستر میں بھی نہیں لکھی ہے۔ سوامی جی تو کال کر گئے۔ اب اگر آپ انکے مرید اپنے گرو کی سچائی کا گھمنڈ رکھتے ہو۔ تو جین شاستروں سے ثابت کر کے دکھلاؤ۔ گرو کی بات کو سانچ کر کے دکھلانا چیلوں کا فرض ہے۔ اس بات سے پاٹھک ورگ کو سوامی جی کی سچائی کا حال روشن ہو جائیگا۔

بعد ازاں سوامی جی نے لکھا ہے "۴۸ کوس کی بڑی جوں جینیوں کے بدن میں پڑتی ہوگی۔ اور کس کا بھاگ جو اتنی بڑی جوں دیکھے۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کسی بھی جین شاستر میں ۴۸ کوس کی لمبی جوں نہیں لکھی ہے۔ بالفرض سوامی جی نے سچ لکھا ہے۔ تو کسی شاستر کا حوالا کیوں نہیں دیا۔ یونہی ایسی ایسی جھوٹی باتیں لکھکر جھوٹے الزام لگانے کیا سوامی جی نے ہری براجک پدوی سے یہ ہی نتیجہ حاصل کیا ہے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگ ۴ کوس لمبے بچھو اور مکھی وغیرہ مانتے ہیں"۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ جینی لوگ تین طرح کی اونگل مانتے ہیں۔ سب سے چھوٹی اُتسید انگل ہوتی ہے۔ سوامی جی کو مناسب تھا کہ اتسید اونگل کا اندازہ لیکر پھر بچھو وغیرہ کی لمبائی لکھتے مگر سوامی جی کو اتنی لیاقت کہاں (پاٹھک جنو) کسی دیپ اور کسی وقت کی بات اس کال اور اس بھارت ورش میں لگانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔ سوامی جی خود ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۵۳ پر لکھتے ہیں

بعد سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۸۵ و ۴۸۶ پر جو چوپائیں لکھی ہیں۔ اُن کی تردید ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ جینی لوگ جو سمے۔ آولی جہورت۔ دیوس۔ پکش۔ ماس۔ برس۔ پلیوپم۔ اور ساگروپم وغیرہ وغیرہ کال کی سنکھیا مانتے ہیں۔ اس پر سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ" وہ جینیوں کے پلیوپم اور ساگروپم کا ماپہ درست نہیں۔ کیونکہ کوئیں کا بالوں کے باریک ٹکڑوں سے بھرنا اور اُنوکرم سے ایک ایک بال نکالنا۔ یہ بات نہیں بن سکتی" سوامی جی کا یہ لکھنا درست نہیں۔ کیونکہ جینی کب کہتے ہیں۔ کہ بالوں کے ٹکڑوں سے فلانے آدمی نے کبھی ایسا کوآں بھرا۔ اور ایک ایک ٹکڑا انوکرم سے نکالا۔ جینیوں کا کہنا تو یہ ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا کرے اور اُس میں جتنی دیر لگے اُتنے کال کا نام پلیوپم کہا جاتا ہے۔ یہ مثال کے طور پر سمجھانے کے لئے ہے۔ نہ کہ کسی نے کبھی کیا ہے۔ نہ کوئی ایسا کرتا ہے۔ سوامی جی اس بات پر کیوں ناراض ہوئے۔ کیا ناستکوں کی طرح اُنومان پرمان کو نہیں ملتے تھے؟ سوامی جی کے نرا کار ایشور نے جو اس سرشٹی سے پہلے سرشٹی رچی تھی۔ اور اُس سے پہلے بھی اسی طرح انت کال پہلے بھی رچی ہوگی۔ ایسا جو مانا جاتا ہے۔ اُس انت کال کو کوئی آریہ سماجی گنتی کرکے بتلا سکتا ہے؟ اگر کہوگے کہ اُنومان پرمان سے بتلا سکتا ہے۔ تو پھر پلیوپم اور ساگروپم کے پرمان کو جینی لوگ کیوں نہ بتلا سکیں گے۔ جبکہ سنسار کو ہی انادی سدھ کر دیتے ہیں۔ تو اس پلیوپم اور ساگروپم کی تعداد کو ثابت کرنا کونسی مشکل بات ہے۔ اگر کہوگے ہم نہیں بتلا سکتے ہیں۔ تو دھن باد دو پھر جینیوں کے اوتاروں کو کہ جنہوں نے ہمارے سمجھانے کے لئے ایسی باریک گنتی اس طرح بذریعہ مثال کے سمجھائی ہے۔ بتلایئے اب آگیانی آپ ثابت ہوئے یا ہمارے تیرتھنکر کیا یہی عقل مندی ہے۔ کہ سمجھ اپنے میں نہیں۔ اور مخول دوسروں کو کرنا۔

کی حرارت بغیر جان کے نہیں ہوتی ۔ ایسے ہی آگ میں بھی گرمی جیووں کے
بغیر نہیں ہے ۔ کیونکہ مُردے کے جسم میں بخار (حرارت) بالکل نہیں ہوتا ہے
ایسے ہی ان وے بے اتی ریک

अन्वयव्यतिरेक

کرکے آگ کو جاندار سمجھنا ۔ یہاں پریوگ یہ ہے ۔ کہ چنگاڑی وغیرہ پرکاش
پری نام **परिणाम** آتما کے سنجوگ سے پرگٹ ہُوا ہے ۔ جیسے شریرستھ
(**शरीरस्थ होने से**) ہونے سے جگنو کے شریر کا پری نام ۔ اور
آتما سنجوگ پوربک شریرستھ ۔ (**शरीरस्थ**) ہونے سے بخار کی حرارت
کی مانند آگ کے انگاروں میں گرمی ہے ۔ بس ثابت ہُوا کہ آگ جاندار ہے
اگر یہ کہوگے کہ سورج گرم ہے ۔ اور جاندار نہیں ۔ تو آپ کا کہنا درست نہیں
ہے ۔ کیونکہ سورج وغیرہ بھی جاندار ہی ہیں ۔ ایک اور پرمان بھی ہے ۔ کہ
اگنی سچیتن ہے ۔ یتھا یوگ آہار کے کرنے سے بڑھتی اور گھٹتی معلوم ہونے
سے آدمی کے جسم کی مانند اس لئے ثابت ہے ۔ کہ آگ جاندار ہے ۔
کیونکہ سوائے جاندار کے بڑھنا اور گھٹنا نہیں ہو سکتا ۔ اسی طرح ہوا بھی
جاندار ہے ۔ پریوگ یہ ہے ۔ ہوا جاندار ہے کیونکہ بغیر دوسرے کی پریرنا
کے نیم کرکے تریگ[عہ] گتی ہونے سے گائے بھینس وغیرہ کی طرح تریگ
گتی کے نیم کرنے سے پرانو کے ساتھ بے ابھ چار نہیں ۔ اس انومان سے
ثابت ہے ۔ کہ شستر پنکھا وغیرہ سے ناش رہت ہوا جاندار ہے ۔ اور
نباتات میں تو جیو پرتکش سے ہی سدھ ہیں ۔ جس کو مورکھ بھی سمجھ سکتا
ہے ۔ کیونکہ بغیر جیو کے بڑھنا اور گھٹنا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ اس کے

عہ انومان ۔ ترچھی گتی ۔ یعنی ٹیڑھا چلنا ۔

بھی جیونکا جسم ہے۔ اور جل وغیرہ کایۂ بھی جیووں کا جسم ہے۔ ایسے جینی لوگ مانتے ہیں۔ مگر اسکو کوئی بھی نہیں مان سکتا۔ سوامی جی کی اس تحریر سے پوری عقل مندی پائی جاتی ہے۔ چونکہ پرتھوی کایہ میں انومان پرمان سے جیووں کا ہونا ثابت ہے۔ اس لئے اِن میں جیووں کا نہ ماننا بیوقوفی کو جتلا رہا ہے۔

آریہ۔ ذرا مہربانی کر کے سُنا تو دیجئے کہ وہ پرمان کونسے ہیں۔

جینی:۔ سُن لو۔ جیسے پہاڑ وغیرہ میں اپنی اپنی جگہ پر پڑے ہوئے۔ پتھر چھوٹے سے بڑے ہوتے نظر آتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پرتھوی کایۂ میں جیو ضرور ہیں۔ کیونکہ بغیر چیتن کے بڑھنا نہیں ہو سکتا۔

آریہ:۔ پہاڑ پتھر سخت ہونے کے باعث وہ جاندار نہیں ہو سکتے

جینی:۔ جیسے جاندار جسم کے اندر ہڈیاں سخت ہیں۔ پھر بھی وہ جاندار ہیں۔ ایسے ہی جیو انوگت۔

پرتھوی کا جسم بھی جاندار ہے۔

اسی طرح جل کایۂ بھی جاندار ہے۔ کیونکہ ۱ وزار وغیرہ سے ناش رہت درو (رائیت) رُوپ ہونے سے جاندار ہے۔ جیسے انڈے کا پانی۔ اس بنیو میں وشیشن کے گرہن کرنے سے مُوتر اور دودھ وغیرہ چیزوں میں بے ابھ چار نہیں آسکتا۔ اسی طرح آگ بھی جیووں کا جسم یعنی سچیتن ہے۔ وہو ہذا۔

جیسے رات کو جگنو کا جسم جیو شکتی سے بنا ہُوا پرکاش والا ہے۔ ایسے ہی آگ بھی پرکاش والی ہونے سے جاندار ہے۔ اور جیسے بخار

۱؎ تیو ہے جس میں۔

حالت والا ضرور ہونا چاہیئے۔ اب آپکو مناسب ہے کہ جھوٹے اعتقاد کو چھوڑکر جہالت کا ناش کرو۔ اور تیرتھنکروں کے فرمائے ہوئے سچے شاستروں کا آسرا لو۔کیوں جہالت کے سمندر میں پڑے غوطے کھا رہے ہو۔ اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۴۵ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔کہ جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ ازلی و ابدی کبھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور فعل بھی پیدائش اور فنا سے آزاد نہیں۔ جہان میں جسقدر اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ وہ پیدا اور فنا ہوتی دیکھی جاتی ہیں۔ پھر دنیا پیدایش اور فنا کی تابع کیوں نہیں وغیرہ۔

سوامی جی کا لکھنا جین مت سے اُن کی ناواقفیت کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ جینی لوگ دنیا کو پرواہ سے انادی مانتے ہیں۔ جیساکہ انسان کی پیدائش اتصال سے ہے اس لئے وہ فانی ہے۔ لیکن انسانیت فانی نہیں ہوسکتی ہے۔ یعنی مُنکش ذاتی کا ناش بالکل کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا کوئی دن نہ ہوگا۔کہ آدمی دنیا سے بالکل ہی نیست و نابود ہو جاویں گے۔ اسی طرح ترتھنکر مہاراج کا فرمان ہے۔کہ دنیا بالکل کبھی فنا نہیں ہوگی۔ ایک کا مرنا دوسرے کا پیدا ہونا اور نئی اشیاء کا پیدا ہونا۔ اور پرانی کا ناش ہونا یہی سلسلہ برابر ہمیشہ جاری رہے گا۔کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ جگت انادی اننت ہے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ ترتھنکر مہاراج کا فرمان تو درست ہے مگر یہ صرف سوامی جی کی بے سمجھی ہے۔ واقفیت تو آپکو نہیں۔ اور الزام دوسروں پر لگاتے ہیں اگر کہو گے کہ مہاں پرلے میں جگت کا ناش بالکل ہو جاتا ہے۔ تو آپ کی مہاں پرلے بھی دلیلوں سے ثابت نہیں ہو سکتی۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔کہ پرتھوی کا یعنی زمین

جیو خود بخود پھل بھوگتا ہے ۔ ایسا ماننے والے جینیوں پر یہ مخول
اُڑانا درست نہیں ۔ کیونکہ جینی لوگ ہر ایک چیز کی پیدائش کے پانچ کارن
مانتے ہیں ۔ جن میں اودم کو بھی مانا ہے ۔ اس لئے جینیوں پر یہ سوال عائد
نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ یہ الزام تو آپ پر ہی آویگا ۔ کیونکہ ایشور کو پھل پرداتا
مانتے ہیں ۔ اس لئے آپکو مناسب ہے کہ ہمکو روٹی پکاتے ہوئے گندم
پیستے ہوئے ۔ فصل کو بوتے ہوئے ایشور کو دکھلا دیویں ۔ پھر تو آپ کی
بات مانی جا سکتی ہے ۔ ورنہ آپکے اس پرمان رہت بات کو کون مان
سکتا ہے ۔ روٹی تو جیو خود پکا کر کھاتا ہے ۔ اور پھل پرداتا ایشور
کو مانتے ہو ۔

آریہ :- جن سے ایشور جگت کا کرتا ثابت نہ ہووے ۔ ایسی اور دلیلیں
بھی ہیں ۔

جینی :- ایشور دونوں طرح کی حالتوں میں سے کسی حالت میں
بھی جگت کو نہیں بنا سکتا ۔

آریہ :- وہ حالتیں کون سی ہیں ۔

جینی :- ایشور ورگت (تارک) یا موہت (پابند) ہے ؟ اگر ورگت ہے
تو دنیا کے بکھیڑے میں کیوں پڑا ۔ اور اگر موہت ہے ۔ تو پھر وہ جگت
بنانے کے لائق نہ رہا ۔

آریہ :- پرمیشر میں ویراگ اور موہ کبھی نہیں ہو سکتے ۔

جینی :- یہ آپ کا کہنا آپ کے اعتقاد بموجب قانون قدرت کے
برخلاف ہے ۔ کیونکہ جہاں اندھیرا نہیں ۔ وہاں روشنی اور جہاں روشنی
نہیں وہاں اندھیرا ضرور ہوتا ہے ۔ اسی طرح جس میں موہ نہیں ۔
اس میں ویراگ ہوگا ۔ اور جس میں ویراگ نہیں اس میں موہ ضرور
ہوگا ۔ اس لئے آپکا ایشور یا تو موہت یا ورگت اِن دونوں میں سے ایک

جینی :۔ یہ آپ کی بے سمجھی کی بات ہے۔ کیونکہ جیو راگ اور دویش سہت ہے۔ اور ایشور راگ اور دویش رہت ہے۔ اور لڑنا بھڑنا راگ اور دویش سے ہوتا ہے۔ وہ راگ دویش مکت آتما میں نہیں ہوتا ہے اس لئے وہ نہیں لڑتے ہیں۔ کیونکہ کارن کے ابھاؤ میں کاریہ کا بھی ابھاؤ ہوتا ہے۔ پس آپ کا یہ کہنا درست نہیں۔

آریہ :۔ کیوں جی اس جگت کا کرتا ایشور ہے یا نہیں۔

جینی :۔ آپ بڑے عقلمند ہیں۔ جو کہ بار بار ایک ہی بات کو پوچھتے ہو۔ حالانکہ ہم دلیلیں دیکر ایشور جگت کا کرتا نہیں ایسا کئی جگہ پر ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن آپ پھر بھی اُسی بات کو بغیر دلیل دیئے کہے جاتے ہیں۔ خیر پھر بھی آپ کے سوال کا جواب دیا جاتا ہے۔ لیکن اب آپکو چاہیئے کہ ذرا کان کھول کر غور سے سُنیں۔ جگت کا کرتا ایشور نہیں ہے۔ انادی کال سبھاؤ۔ کرم۔ نیتی۔ اودم (پرشارتھ) وغیرہ پانچ کارنوں سے یہ سنسار انادی ہی درب[1] ارتھ نے کے مت سے نت اور پریائے آرتھک نے کے مت سے اننت چلا آتا ہے۔ اور اسی طرح چلا جائے گا۔

آریہ :۔ یہ جینیوں کی کتنی بھول ہے۔ بھلا بغیر کرتا کے کوئی کرم اور کرم کے بغیر کوئی کاریہ جگت میں ہوتا نظر آتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کھیت میں گیہوں خود بخود پیدا ہو کر اور پس کر روٹی بن جینیوں کے پیٹ میں چلی جاتی ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

جینی۔ پانچ کارنوں کے ذریعے جڑھ اور چیتن کے ملاپ سے سنسار کی رچنا انادی اننت چلی آتی ہے۔ اور اپنے کئے اودم سے کرم کے مطابق

---

[1] درب (جوہر) کی رو سے [2] تغیر و تبدل۔

آگے ناستک آستک واد کے بارے میں وہ تین پرشنوں کا جواب کہ ایشور نراکار سرب بیاپک ہونے سے جگت کا کرتا نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ مذکورہ بالا دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے دوبارہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

آریہ :۔ اگر ایشور جگت کا کرتا اور پھل پرداتا نہیں۔ تو جیووں کو کرموں کا پھل کون بھگاویگا۔

جینی :۔ جیو کرموں کے پھل کو خود بخود ہی بھوگتا ہے۔ جیسے بھنگ پینے کے نشے کو اپنے آپ ہی بھوگتا ہے۔ اس میں ایشور کا کچھ کام نہیں ہے۔

آریہ۔ جس طرح راجہ کے بغیر ڈاکو شہوت پرست چور وغیرہ بدکردار آدمی خود بخود پھانسی یا قید میں نہیں جاتے۔ اور نہ ہی وہ جانا چاہتے ہیں۔ بلکہ شاہی ضابطہ کے بموجب سزا ملتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جینی :۔ اس کا کھنڈن بھی پہلے اسی مباحثہ میں لکھ چکے ہیں۔ پھر دوبارہ دوہرانا لاحاصل ہے۔

آریہ :۔ آپ ایک ایشور مانتے ہیں یا انیک ؟

جینی :۔ انیک بھی اور ایک بھی۔

آریہ :۔ بھلا یہ کس طرح ؟

جینی :۔ بیکتی[1] کی رو سے انیک اور ذاتی[2] کی رو سے ایک

آریہ :۔ جیسے جیو انیک ہونے کے باعث لڑتے بھڑتے ہیں ایسی طرح ایشور بھی لڑا بھڑا کریں گے۔

---

[1] بیکتی وہ جو ایک خاص چیز کو گرہن کرے مثلاً اَبلا گھوڑا کہنے سے ابلا ہی جاویگا۔ [2] ذاتی وہ جو تمام کو گرہن کرے مثلاً گھوڑا ذاتی کے کہنے پر تمام گھوڑے سمجھے جاویں گے۔ خواہ کسی رنگ کے ہوویں۔

آریہ :- کیوں جی آپ ایشور کا سربیاپک ہونا مانتے ہو۔
جینی :- نہیں۔ کیونکہ اگر ایشور کو سرب بیاپک مانا جاوے تو گندگی میں بھی ایشور کا ہونا ماننا پڑیگا۔ اور جب گندگی جیسی بُری چیز میں گھس گیا تو پھر گندگی کے کیڑے سے بھی کم درجے کا ہؤا۔ کیونکہ کیڑا تو کرم کے سبب سے گندگی میں پڑا ہؤا ہے۔ ایشور خود مختار ہو کر بھی گندگی میں جا پڑا۔ اس لئے ایشور سربیاپک نہیں ہو سکتا۔
آریہ :- ہم جگت کا کرتا ایشور کو مانتے ہیں۔ آپ کیوں نہیں مانتے
جینی :- ایشور جگت کا کرتا کسی پرمان سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایشور کی صنعت کاری سے خلقت کی پیدائش ہوتی تو ماں باپ وغیرہ کا کیا کام تھا۔
آریہ :- ایشوری سرشٹی کا پیدا کرنے والا ایشور ہے۔ مگر جیوی سرشٹی کا نہیں۔ جو کام جیووں کے کرنے لائق ہیں۔ اُن کو ایشور نہیں کرتا۔ بلکہ جیو ہی کرتا ہے۔ مثلاً درخت پھل۔ پودے۔ اناج وغیرہ ایشور نے پیدا کئے ہیں۔ اُس کو لیکر جیو پیس کوٹ کر روٹی وغیرہ اشیاء نہ بنا دیں تو اُن کے بدلے اُن کاموں کو کبھی ایشور کرنے لگا ہے۔ اگر اِن کاموں کو جیو خود نہ کرے۔ تو جیو کا زندہ رہنا بھی نہ ہو سکے۔ اس لئے ابتدائی پیدائش جیووں کے جسموں اور سانچوں کو بنانا ایشور کے تابع ہے۔ بعد میں اُن سے اولاد وغیرہ پیدا کرنا جیو کا کام ہے۔
جینی :- جس طرح ابتدائی پیدائش میں جیووں کے جسموں اور سانچوں کو ایشور نے بنایا۔ اُسی طرح ہر وقت کیوں نہیں بناتا ہے۔ اگر ہر وقت بناتا رہتا۔ تو بھوگ کرم کرنے سے جیو جو پاپ پیدا کرتے ہیں۔ وہ پاپ نہ کرنے پڑتے۔ اگر ایشور ایسا کرتا تو کیسا [illegible] کیونکہ [illegible] طاقت والے ایشور کو ایسا کرنے میں کیا تکلیف [illegible]

بھی حرکت نہیں کرتے۔ تو وہ مکتی کیا ہوئی۔ بلکہ تاریکی اور قید میں پڑنا ہوا۔ دیکھئے سوامی جی کی اس تحریر کے پڑھنے سے ہنسی آتی ہے۔ کیونکہ اگر حرکت کرنے میں مکتی مانی جاوے۔ پھر تو گدھا بھی مکت کہلائیگا۔ کیونکہ وہ بھی زمین پر گرد میں لوٹ کر خوش ہوتا ہے۔ دراصل سوامی جی مکتی کے سروپ اور مکتی کے سُکھوں کو ہی نہیں سمجھے ہیں۔ اس حرکت میں مکتی مان رہے ہیں

آریہ :۔ کرم کا آتما کے ساتھ کیا سمبندھ ہے۔ اور کہاں تک رہنا مانتے ہو۔

جینی :۔ جیو کے ساتھ کرم کا سنجوگ سمبندھ ہے۔ اور اُسکی میعاد بھگتی[1] والے بھوؤں کی اپکشیا کرکے اُنوپان سے سادی[2] سانت ہے۔ اور انادی بھوؤں کی اپکشیا سے کرم سمدائے[3] کے پرش میں انادی[4] انت بھی ہے اور انادی[5] سانت بھی ہے۔ مکتی[6] گامی بھب جیوؤں کے ساتھ انادی سانت ہے۔ اور ابھب جیوؤں کے ساتھ انادی انت بھی ہے اگر کہوگے کہ انادی چیز انت والی نہیں ہوتی۔ تو آپ کا یہ کہنا بھی درست نہیں۔ میں آپکو ایک مثال سُناتا ہوں۔ ایک شخص نے کسی لڑکے سے پوچھا۔ کہ تو کس کا لڑکا ہے۔ اُس نے کہا کہ اپنے باپ کا۔ پھر اُس نے کہا کہ تیرا باپ کس کا لڑکا تھا۔ اُس نے کہا وہ اپنے باپ کا۔ اس طرح ایسے سلسلے کا آغاز نہیں ملیگا۔ اب اگر وہ لڑکا لاولد فوت ہو جاوے۔ تو اُس سلسلے کا کہ جس کا آغاز نہیں ہے۔ انت ہو گیا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ انادی سانت ہو سکتا ہے۔

---

[1] بھگتی ایک وشیش چیز کو کہتے ہیں [2] جسکا شروع اور انجام ہوئے وہ سادی سانت [3] اجتماع [4] جس کا شروع اور انجام دونوں نہ ہوں۔ [5] جس کا شروع نہ ہو اور انجام ہو۔ [6] مکتی میں جانے والے۔

بھاوارتھ

آپکا مانا ہُوا ایشور اکریہ (رہے فعل) ہے۔ سرہیاپک ہونے سے جو سرہیاپک
ہوتا ہے۔ سو اکریہ ہوتا ہے۔ جیسے آکاش ویسے ہی سرہیاپک ایشور۔
بتلائیے اب ایشور جگت کا کرتا کیسے ثابت ہے؟

آریہ۔ جس طرح اپنے مصنوعی ترِتھنکر کو جیو سے بناوٹی ایشور بنا ہوا مانتے
ہو۔ اس قسم کے ایشور کو کوئی بھی صاحب عِلم نہیں مان سکتا۔ کیونکہ
اگر نمِت سے ایشور بنے تو انت اور پرادھین ہو جاویگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

جینی۔ ہم نے نمت سے جیو کو ایشور (ترتھنکر) ہونا نہیں مانا ہے۔ بلکہ
نمت کے ابھاو سے یعنی دور ہو جانے سے مانا ہے۔ اس کی بابت مکتی
کے بیان میں اوپر لکھا جا چکا ہے۔ دوہرانے کی ضرورت نہیں وہاں
دیکھ لیویں۔ (پاٹھک جنو) جیو اور ایشور میں اتنا فرق ہے۔ کہ جیو کرم
سہت ہے۔ اور ایشور کرم رہت ہے۔ جیسے کان میں سونا مٹی سا معلوم
ہوتا ہے۔ اور صاف کرنے سے خالص سونا بن جاتا ہے۔ اسیطرح جیو
اور ایشور کے بارے میں جاننا۔ کرم مَل (میل) جب دور ہو گیا۔ تو جیو ہی
ایشور ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ نیاریا سونے سے مٹی کو جُدا کرنے
والا ہے۔ لیکن چونکہ سونے میں سونا پنا ہے۔ وہ پیشتر سے ہی یعنی
اناد سے ہی ہے۔ نہ کہ نیاریا پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح جیو کے مَل (میل)
دور کرنے میں تپسیا وغیرہ نمت ضرور ہیں۔ لیکن ایشور پنا تو جیو میں پیشتر سے
ہی یعنی اناد سے ہی ہے۔ اس سے سوامی جی کا لکھنا کہ نمت سے
ایشور ہوتا ہے۔ درست نہیں ہے۔ اور مکتی کو پراپت ہوئے جیو سروِت
لوک الوک کے سروپ کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے وہ پتھر کی مانند جڑ نہیں
ہو سکتے۔ نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ مکتی میں رہتے ہوئے جیو کچھ

کہ جس وقت جیو بُرا کام کرنے لگتا ہے۔ اُسی وقت اُسکو کیوں نہیں روکتا اگر کہو گے کہ ایشور نہیں جانتا تو اگیانی ثابت ہُوا۔ اگر کہو گے جانتا ہے۔ تو ایشور کیا ہُوا وہ تو پرم شتردِ ہُوا۔ جو کہ جیووں کو باوجود جاننے کے بُرے فعلوں سے منع نہیں کرتا ہے۔ اور بعد میں سزا دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اگر کہو گے کہ منع کرنے میں سمرتھ نہیں۔ تو پھر بلند آواز سے ایسے بھی نہیں کہنا۔ کہ سب کچھ ایشور نے ہی کیا ہے۔ اور ایشور سرب شکتی مان ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر جیو پُن اور پاپ آپ ہی کرتا ہے۔ تو پھل بھی آپ ہی بھوگ لے گا۔ پیارو۔ بیوقوف کے علاوہ کون اس بات کو مانیگا۔ کہ آدمی روٹی پکا تو سکتا ہے۔ لیکن کھا نہیں سکتا۔ جب جیو کرم خود ہی کرتا ہے۔ تو اُن کرموں کا پھل خود بخود کیوں نہیں بھوگ سکتا۔ اگر کہو گے کہ کرم جڑھ ہیں۔ تو افیوں اور سنکھیا وغیرہ بھی جڑھ ہی ہیں۔ جن کے کھانے سے پرانوں کا ناش ہوتا ہے۔ اور برہمی بوٹی وغیرہ کھانے سے عقل بڑھتی ہے۔ جیسے یہ جڑھ پدارتھ خود بخود اپنا اچھا بُرا نتیجہ دیتے ہیں۔ اسی طرح جڑھ کرم بھی اپنے اچھے بُرے نتیجے کو دیتے ہیں۔

آریہ۔ ہمارے شاستروں میں صاف لکھا ہے۔ کہ سرب بیاپک ایشور جگت کا کرتا ہے۔

جینی:۔ آپ کا سرب بیاپک ایشور اکریہ (بے فعل) ہے۔ کیونکہ سرب بیاپک ہونے سے ہل جُل نہیں سکتا جیسا کہ

भवदभिमतईश्वरोऽक्रियःसर्वव्याप-
कत्वात् । यो यः सर्व व्यापकः ससोक्रि
यः यथा काशस्तथा चायं तस्मात-
थेति ॥

अ०१।सू०६७

بھاوارتھ

مُول کا مُول یعنی کارن کا کارن نہیں ہوتا ۔ اس لئے اکارن سب کاریوں کا کارن ہوتا ہے ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے ۔ کہ جس طرح آپ آدی کارن پرکرتی کی پیدائش کسی سے نہیں مانتے ۔ اسی طرح اگر کرموں کو مان لیتے ۔ تو اتنی مغزخوری کیوں کرنی پڑتی ۔

آریہ :- اگر ایشور پھل پرداتا نہ ہو ۔ تو پاپ کا پھل دُکھ، جیو اپنی مرضی سے ہرگز نہ بھوگے گا ۔ جیسے چور وغیرہ چوری کا پھل یعنی سزا وغیرہ اپنی خوشی سے نہیں بھوگتا ۔ بلکہ شاہی قانون سے بھوگتا ہے ۔ اسی طرح پرمیشر کے بھگانے سے جیو پاپ اور پُن کے نتائج بھوگتا ہے ۔

جینی :- واہ جی واہ خوب سُنایا ۔ اگر آپ پاپ کے پھل دُکھوں کا خود بخود بھوگنے والا جیو کو نہیں مانتے ۔ تو خیر نہ مانو ۔ لیکن پُن کے پھل سُکھوں کا خود بخود بھوگنے والا کیوں نہیں مانتے ۔ سُکھ پانے کی کوشش تو سب آدمی خود بخود کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ اگر کہو گے ۔ پُن کا پھل سُکھ جیو خود بخود ہی پاتا ہے ۔ اور ایشور پھل پرداتا نہیں ۔ تو جیو دو قسم کے ہو گئے کوئی ایک خود بخود پھل بھوگنے والے اور کوئی ایک کو ایشور پھل بھگانے والا ہُوا ۔ اس سے ثابت ہُوا ۔ کہ ایشور کل جیووں کا پھل پرداتا نہ رہا ۔ اور چور کی مثال بھی درست نہ رہی کیونکہ راجہ خود جاکر چوری نہیں کرواتا ہے ۔ بلکہ پوری پوری حفاظت کرتا ہے ۔ پھر بھی چور چوری کر ہی لیتے ہیں ۔ تب سزا دیتا ہے ۔ ایشور تو سروگ ہے ۔ ہر وقت تین لوک کے سروپ کو جانتا ہے ۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں ۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۴۱ سے لیکر صفحہ ۴۴۴ تک آستک اور ناستک کا مباحثہ بنایا ہے ۔ اور پرکرن رتناکر کو جھوٹا ٹھہرایا ہے ۔ گو اس میں ناستک وغیرہ بڑے سخت لفظوں سے جینوں پر کشا کش کرتے وقت سوامی جی نے یہ نہیں سوچا کہ اگر ہمکو کوئی ناستک کہے تو کس قدر رنج ہوگا ۔ اور ایسا ہی دوسروں کو بھی ہوتا ہے ۔ مگر ہم پھر بھی سادھو برتی انوسار شانتی ہی رکھتے ہیں ۔ کیونکہ ہمارا پرم دھرم کشما ہے ۔ اس لئے ہم بُرے الفاظ کو استعمال کرنا نہیں چاہتے یہ کام تو برہما جی نے سوامی جی کو ہی ارپن کر رکھا تھا ۔ جیسا کہ اُن کی تحریروں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے ۔ اب مباحثہ مذکور کا کھنڈن ذیل میں لکھا جاتا ہے ۔ پاٹھک گن اگر تعصب کو چھوڑ کر پڑھیں گے تو سوامی جی کی عقل کا اندازہ معلوم ہو جاویگا ۔

آریہ :- کیوں جی جینی لوگ ایسا مانتے ہیں کہ ایشور کی خواہش سے کچھ نہیں ہوتا ۔ جو کچھ ہوتا ہے ۔ کرم سے ہوتا ہے ۔

جینی :- ہاں بے شک ۔

آریہ :- اگر سب کچھ کرم سے ہوتا ہے ۔ تو کرم کس سے ہوتا ہے ۔

جینی :- کارن کا کارن نہیں ہوتا ۔ ایسا آپ کے سوامی جی نے لکھا ہے پھر کارن کا کارن پوچھتے کچھ تو شرم کرنی چاہیئے ۔

آریہ :- بتلایئے ہمارے سوامی جی نے کہاں پر لکھا ہے ۔

جینی :- ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۵ پر لکھا ہے ۔ کہ جو صرف کارن روپ ہی ہے ۔ وہ کسی کا کاریہ نہیں ہوتا ۔ اس بات کو مضبوط کرنے لئے سانکھیہ مت کا سوتر لکھا ہے ۔ سو لوگوں کے معلوم کرنے کے لئے درج کیا جاتا ہے ۔

मूले मूलाभावादमूलं मूलं साख्यद॰

ہو سکتا ہے۔ یہ لکھنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ برابر دیکھا جاتا ہے۔ کہ
جیو کا علم بڑھتا اور گھٹتا ہے۔ بچپن کی حالت میں تھوڑا ہوتا ہے
اور بڑے ہونے پر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ کئی ایک ایسے بیوقوف
ہیں۔ کہ بڑے ہونے پر بھی انکو کچھ سمجھ نہیں ہوتی۔ کئی ایک
لڑکپن میں بڑے سمجھدار ہوتے ہیں۔ اب بتلایئے کہ اگر جیووں
میں یکساں علم ہے۔ تو اتنا فرق کیوں پڑھ گیا اگر کہو گے کہ کرموں
سے۔ تو پھر ایسا کس طرح کہہ سکتے ہو۔ کہ اپگ سروگ نہیں ہو
سکتا۔ جس طرح لڑکپن کے علم سے بڑے ہونے پر علم کئی گنا زیادہ
ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بڑھتے بڑھتے سروگ بھی بن سکتا ہے۔
جیسے تھوڑے کرموں کے ناش ہونے پر کئی گنا علم بڑھتا ہے۔
ایسے ہی تمام کرموں کے ناش ہونے پر سروگ بھی ہو سکتا ہے۔
(پاٹھک جن) ہر ایک جیو آتما میں سروگ بننے کی طاقت ہے۔ مگر
کرموں کے آورن (ڈھکنے) سے رکی ہوئی ہے۔ جس پر کرمونکا بہت
آورن آ جاتا ہے۔ وہ مورکھ کہلاتا ہے۔ اور جس جیو پر سے جتنا
جتنا آورن کم ہوتا جاتا ہے۔ اُتنا اُتنا ہی اُس کا گیان بڑھتا جاتا
ہے۔ حتےٰ کہ آورن کے بالکل دور ہو جانے سے سروگ کے درجے
پر پہنچ جاتا ہے۔ جینی لوگ پرتکش اور پروکش دونوں پرمانوں کو
مانتے ہیں۔ اس لئے سوامی جی کا یہ لکھنا کہ کیا تم اُنہی اشیاء
کو مانتے ہو۔ جو پرتکش ہیں۔ غیر از پرتکش کو نہیں۔ غلط ہے۔
اس کے آگے صفحہ ۵۴۴ پر تین شلوک لکھکر بے فایدہ ہی
کاغذ کالے کئے ہیں۔ مگر کسی گرنتھ کا حوالہ نہیں دیا۔ افسوس ہے
کہ شلوک تو اُوٹ پٹانگوں کے لکھنے۔ اور نام جینیوں کا لکھنا۔ کیا اس کے
عقل مندی پائی جاتی ہے۔ بکہ

مکت ہوتا ہے۔ ایسا جینی مانتے ہیں۔ سوامی جی کا مکت سے مکتی ہوتی ہے۔ یہ لکھنا جین مذہب سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے اگر مکتی سے واپس آنا مانا جاوے۔ تو مکتی کیا ہوئی یہ تو بدوشیوں کا کھیل ہوا۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے "جو الپ اور الپگ ہے۔ سو سربیاپک اور سروگ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیو کا سروپ ایک دیسی (محدود) ہے۔ اور پرمت گن کرم سبھاؤ (محدود الصفات) والا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ جینی جب جیو کو سربیاپک ہی نہیں مانتے۔ تو پھر یہ لکھنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ اور اگر الپ سروگ نہیں ہو سکتا تو کیا سربیاپک سروگ ہو جائیگا ہرگز نہیں کیونکہ آپکے مانے ہوئے ایشور میں جڑھ پنا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ

तथाचानुमानं
भवदभिमतइश्वरोजडः सर्वव्यापक-
त्वात् योयः सर्वव्यापकः सः स जडः-
यथाकाशस्तथा चायं तस्मात्तथेति॰

بھاوارتھ:- آپ کا مانا ہوا ایشور جڑھ ہے۔ سربیاپک ہونے سے جو جو سربیاپک ہے۔ سو سو جڑھ ہے۔ جیسے آکاش۔ ویسے ہی آپکا مانا ہوا ایشور۔ بتلائیے۔ اب الپ کا سروگ ہونا ثابت ہوا یا سربیاپک کا ؟ نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ الپگ سروگ نہیں

[illegible]

ثابت نہیں ہو سکتا - کیونکہ یہ کوئی پرمان نہیں ہے - البتہ ناستک وہ ہے - جو کہ پُن اور پاپ - نرک - سُرگ - اور پرلوک وغیرہ کو نہ ملنے بھلا برہم چرج وغیرہ نیک کاموں کے اُپدیشٹا ہمارے تریھنکر ناستک کیسے ہو سکتے ہیں -

اس کے بعد سوامی جی صفحہ ۴۳۹ پہ لکھتے ہیں " اگر کوئی قدیمی ایشور نہ ہوتا - تو ارہن دیو کے ماں باپ کے جسم کا سانچہ کون بناتا - وغیرہ وغیرہ"

یہ فکر جینیوں کو نہیں - کیونکہ انہوں نے جگت کو انادی ثابت کیا ہے یہ دُوشن تو آپ پر ہی عائد ہوتا ہے - کیونکہ آپ غیر مجسّم پرمیشر سے مجسّم جگت کا پیدا ہونا مانتے ہیں - مگر ماسوائے اعضاء کے مجسّم چیز ہرگز نہیں بن سکتی - تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے - کہ غیر مجسّم ایشور نے جگت کو بنایا - اس سے ثابت ہوتا ہے - کہ جگت کا کرتا ایشور نہیں ہو سکتا - اگر اس بارے میں کسی کو شبہ ہو - تو شری شری شری شری شری ۱۰۰۸ شریمد بجیانند سوری پرسدھ نام شری آتمارام جی مہاراج کا بنایا ہوا چکاگو پرشن اُتر جس کو اُردو میں نتھورام ولد لالہ رادہامل جینی ساکن زیرہ ضلع فیروزپور نے چھپوا کر پرسدھ کیا ہے - پڑھ کر دیکھ لیویں -

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے " جو کوئی راگ وغیرہ دوشوں سے سہت ہو کر پیچھے دوش رہت ہوتا ہے - وہ ایشور ہرگز نہیں ہو سکتا - کیونکہ جس نمت سے وہ راگ وغیرہ سے مکت ہوتا ہے - وہ مکتی اُس نمت کے چھوٹنے سے اُس کا کاریہ مکتی بھی انت ہو گی " -

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے - کیونکہ سوامی جی جین مکتی کا سروپ ہی نہیں سمجھے - اگر سمجھتے تو ایسا کیوں لکھتے - کیا نِمت سے بھی کوئی مکت ہوتا ہے - مکت ہونا تو نِمت کے ابھاؤ سے ہی ہے - یعنی جیو کرم رُوپ نمت کو پا کر سنسار میں رُلتا ہے - اُس نمت کے دور ہو جانے سے

اور جینیوں نے گندھر اور چنور۔ کیا یہ بات درست ہے۔

جینی :- نہیں! وہ ایک ہرگز نہیں ہو سکتے۔ دیکھو جدول مندرجہ ذیل جس سے اچھی طرح معلوم ہو جاویگا۔

جدول یہ ہے

اسماء	نام والد	نام والدہ	مقام پیدائش	بڑا چیلہ
شری مہابیر جی سوامی	راجہ سدارتھ	ترشلا دیوی	چھتری کنڈ	اندربھوتی گوتم
شاکی منی گوتم	شدودھن	گوتمی	کپل وستو	آنند
اندربھوتی گوتم جو شری مہابیر جی سوامی کا چیلہ تھا۔	وسو بھوتی	پرتھوی	گوبر گام	-

پاٹھک جن اب غور کریں کہ بودھ مت کے اُپدیشک گوتم جی اور کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اور اگر ہمارے شری گوتم سوامی جی گندھر کو ہی شاکی منی سمجھا جاوے۔ تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ دیکھو جدول مذکورہ بالا۔ بعد ازاں سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۳۸ پر لکھا ہے۔ کہ سُرگ۔ بیتراگ۔ ارہن۔ کیولی۔ ترتھنکر۔ جن۔ یہ چھ نام ناستکوں کے دیوتاؤں کے ہیں۔ دیانند جی کا یہ لکھنا بعید از عقل اور سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ناستک۔ لوگ سرگ وغیرہ کو نہیں مانتے ہیں۔ وہ تو صرف پرتکش پران کو ہی مانتے ہیں۔ تو پھر وہ پروکش بھوت سُرگ وغیرہ کس طرح مان سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کہیں گے۔ کہ جو وید کو نہ مانے وہ ناستک ہے۔ ہم کیا بلکہ اسی طرح ہر ایک مت والا کہہ دیگا۔ کہ جو ہمارے مذہب کو نہ مانے وہ ناستک ہے۔ ایسی تحریر سے کچھ بھی

کہ شری مہابیر جی سوامی اور شری شودھرما سوامی بودھ مت کے بھاری دشمن تھے ۔ اس سے بھی جین اور بودھ مت کی علیحدگی پائی جاتی ہے۔ نیز خود سوامی جی کی تحریر سے بھی بودھ اور جین مت علیحدہ علیحدہ ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر جین اور بودھ مت ایک ہی ہوتے ۔ تو "جین مت" اور بودھ مت" ایسا نہ لکھتے ۔ جین مت اور بودھ مت کے مابین "و" اور" کا لفظ ہے ۔ یہ ہی جین مت کی علیحدگی پر دلالت کرتا ہے ۔

آریہ :- آپکا کہنا تو بے شک درست ہے ۔ مگر باوجود ایسی ایسی معتبر تحریروں کے سوامی جی نے کسطرح لکھ دیا ۔ کہ جین اور بودھ مت ایک ہی ہیں ۔

جینی :- اگیانتا سے کیا کیا نہیں لکھا جاتا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ سوامی جی جین اور بودھ مت کے حالات سے بالکل بے بہرہ تھے ۔ کیونکہ اگر اُنکو کچھ بھی واقفیت ہوتی ۔ تو ایسا کیوں لکھتے ۔

آریہ ۔ کیوں جی کسی دیگر مت والوں نے بھی بودھ مت سے جین مت کو علیحدہ ثابت کیا ہے ؟

جینی :- ہمارے شری آچارنگ سوتر کا ترجمہ جرمن دیس نواسی ہرمن یاکوبی ودوان {Hermann Jacobi Learned} نے انگریزی میں کیا ہے ۔ وہ پستک پروفیسر میکس مولر بھٹ جی ۔ {Professor F. Max Muller} نے چھپوایا ہے۔ اُس کے دیباچہ میں بہت دلیلوں سے جین مت کو بودھ مت سے پراچین اور جدا ثابت کیا ہے ۔ جن صاحبوں کو دیکھنے کی آرزو ہووے ۔ دیکھ لیویں ۔

آریہ :- ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۳۷ پر لکھا ہے ۔ کہ مہابیر اور گوتم گندھر جو ہیں ۔ اُنکا نام بودھوں نے بدھ رکھا ہے ۔

جینی :- اچھا جی سُن لیجئے ۔ جین مت میں جو بیس ترتھنکر مانے ہیں ۔ اور بودھوں نے سات مانے ہیں ۔ جینی سپت بھنگی مانتے ہیں ۔
۔ اور بودھ نہیں مانتے ۔ جینی ہر ایک پدارتھ کو انیکانٹ مانتے ہیں
اور بودھ اکانت مانتے ہیں ۔ جینی ہر ایک پدارتھ کو نِت انت مانتے ہیں ۔

**आदिपमाव्योमसमस्वभावंस्याद्वाद-
मुद्रानतिभेदिवस्तु इति वचनात्॥**

اور بودھ لوگ ہر ایک پدارتھ کو انِت مانتے ہیں ۔ بودھ لوگ مُکتی سے واپس آنا مانتے ہیں ۔ اور جینی نہیں مانتے ہیں ۔ اِس بات میں تو سوامی جی ہی بودھوں سے ملتے ہیں ۔ کیونکہ سوامی جی نے بھی مُکتی سے واپس آنا مانا ہے ۔
آریہ :- بتلایئے کس جگہ پر سوامی جی نے مُکتی سے واپس آنا لکھا ہے
جینی :- دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۲ ۔
آریہ :- بودھ مت کے شاستروں میں کہیں ایسی بھی تحریر ہے ۔ جس سے ثابت ہووے کہ جین مت اور بودھ مت جُدا جُدا ہیں ۔
جینی :- ہاں بہت جگہ پر لکھا ہے ۔ چنانچہ بودھ کے مہاوگھ سوتر میں لکھا ہے ۔ کہ جب شاکی مُنی گوتم بشالہ نگری میں گئے ۔ تو وہاں گیات پُتر یعنی شری مہابیر جی سوامی کے ایک چیلے کو بودھ بنایا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ جین مت بودھ مت سے جُدا ہے ۔ ورنہ ایسے کیوں لکھتے کہ جینی سے بودھ بنایا ۔ جیسے کیسی آریہ نے کسی مسلمان کو آریہ بنالیا ۔ یا کسی مسلمان نے کسی آریہ کو مسلمان بنایا ۔ تو کیا اِس سے آریہ اور مسلمانوں کا جُدا جُدا ہونا ثابت نہ ہُوا ؟ اور بودھ پیٹھکا میں بھی لکھا ہے ۔

عٰلہ ایک ہی پکش کو نہ ماننا ۔

کے تین شلوکوں کا پرمان دیکر جین اور بودھ مت کو ایک ثابت کیا ہے دیانند جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ دیانند جی راجہ شیو پرشاد جی کا نشاء ہی نہیں سمجھے۔ اس بات میں جس کو شبہ ہو۔ وہ اگیان تمر بھاسکر مولفہ شری شری شری شری ایک ہزار آٹھ شری مدجیانند سوری پرسدھ نام شری آتمارام جی مہاراج کا صفحہ ۲۸۹ دیکھ لیوے۔

آریہ: خیر اتیہاس تمر ناشک سے تو ایک ثابت نہیں ہوئے کیا امرکوش سے بھی ایک ثابت نہیں سکتے۔

جینی:- ہاں بالکل ایک ثابت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ سوامی جی نے امرکوش کے تین شلوک درج کرکے لکھا ہے۔ وتو ہذا بدھ۔ جن۔ بودھ اور جین مترادف لفظ ہیں۔ یا نہیں۔ کیا امرسنگھ بھی بدھ۔ جن کے ایک لکھنے میں بھول گیا ہے۔ جو علم سے بے بہرہ جینی ہیں۔ وہ نہ تو اپنا جانتے ہیں۔ اور نہ دوسرے کا فقط ہٹ سے ہی بکواس کیا کرتے ہیں۔ لیکن جو جینیوں میں صاحب علم ہیں۔ وہ سب جانتے ہیں کہ بدھ اور جن نیز بودھ اور جین مترادف ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں مگر سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ بودھوں نے اگر جن لفظ کو اپنے اشٹ دیو کے ناموں میں ہی استعمال کر لیا۔ تو کیا اس سے بودھ اور جین ایک ہو گئے؟ ہرگز نہیں۔ اگر کسی آریہ کا نام مدن دت ہے۔ تو کیا وہ جنگلی اور آریہ ایک ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں؟

آریہ:- جین مت میں اور بودھ مت میں کیا فرق ہے۔ ذرا سُنا تو دیجئے

جینی:- ہم تو ہر وقت سچے دھرم کا اُپدیش کرنے کو تیار ہیں۔ مگر کیا کریں اچھے برے کا خیال کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیا آپ پکش پات تو نہیں کرینگے؟

آریہ:- نہ صاحب میں پکش پاتی نہیں ہوں۔ اگر آپ جین اور بودھ مت کو کسی طرح بھی جُدا جُدا ثابت کردیں تو میں فوراً مان لونگا۔

کو نہ مانتے ہوں۔ تو ان شلوکوں میں کس کی تعریف کی ہے۔ اس لئے
سوامی جی کا یہ لکھنا کہ جینی ایشور کو نہیں مانتے۔ درست نہیں ہے۔
اس کے آگے دیانند جی نے لکھا ہے۔ کہ "بودھ اور جینی لوگ سپت
بھنگی اور سیادواد کو مانتے ہیں" سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے
کیونکہ بودھ لوگ سپت بھنگی اور سیادواد کو نہیں مانتے ہیں۔ سو
سوامی جی کا یہ لکھنا اُن کی ناواقفیت کو صاف ظاہر کرتا ہے۔ سوامی
جی کی تحریر اُس حالت میں سچی ہو سکتی ہے۔ جب آریہ لوگ بودھوں
کے کسی مستند شاستر سے دکھلا دیویں کہ بودھ لوگ سپت بھنگی اور
سیادواد کو مانتے ہیں۔ بعد ازاں سوامی جی نے سپت بھنگی کے سروپ
کو سمجھے کے بغیر کھنڈن کیا ہے۔ مگر کیا اس طرح کھنڈن ہو سکتا ہے
یہ تو ایک رانڈ رونا ہے۔ جب نہ شنکراچاریہ جیسے ودوان سپت
بھنگی کے سروپ کو نہ سمجھ سکے تو سوامی جی نے کیا خاک سمجھنا تھا
اگر یہ ہماری تحریر کسی متعصب کو سچی معلوم نہ ہووے تو ستیارتھ پرکاش
میں صفحہ ۴۲۵ و ۴۲۶ پر سوامی جی کا کیا ہوا سپت بھنگی کا کھنڈن
دیکھکر جینیوں کی سپت بھنگی ترنگنی مصنفہ شری بمل داس جی جو کہ نیائے
نیائے میں ہے۔ دیکھ لیویں۔ اگر دیکھنے والا سنسکرت نہ جانتا ہو
تو تتو نرنے پرساد مؤلفہ شری شری شری شری ایک ہزار آٹھ شری
بجیانند سوری پرسدھ نام شری آتمارام جی مہاراج کا چھتیسواں ستمبھ دیکھ
لیوے۔ جس میں مہاراج جی صاحب موصوف نے شنکر سوامی کرت
سپت بھنگی کے کھنڈن کا کھنڈن کیا ہے۔ اُس کے پڑھنے سے اچھی
طرح سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ سوامی جی سپت بھنگی کے سروپ کو سمجھ
ہی نہیں سکے۔ اس کے آگے دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ
۴۳۷ پر اتیہاس تمرناشک مصنفہ راجہ شیو پرشاد جی کا حوالہ اور امرکوش

سمجھ لینا۔ اس لئے آکاش سے دشا علیحدہ ہو نہیں سکتی۔ اب آپ ذرا غور تو کریں۔ کہ آپ کے نو دَرَب کس طرح ٹھہر سکیں گے۔ پس مناسب ہے۔ کہ آپ ہمارے چھ درب ہی قبول کریں۔ کیونکہ ویشیشک کے نو درب ہمارے چھ دربوں میں ہی شامل ہیں۔ پس ثابت ہؤا کہ ویشیشک کا نو درب ماننا ہی درست نہیں ہے۔ اس کے آگے دیانند جی نے لکھا ہے "ایک جیو کو چیتن مان کر ایشور کو نہ ماننا یہ جین بودھیوں کی ہٹ دھرمی ہے" واہ خوب! جبکہ جینی لوگ ایشور کو مانتے ہیں۔ تو پھر سوامی جی کا یہ لکھنا کیسے درست ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ذیل کے شلوکوں سے ثابت ہے۔

त्वामव्ययं विभुमचिंत्यमसंख्यमाद्यं
ब्रह्माणमीश्वरमनंतमनंगकेतुम्।
योगीश्वरं विदितयोगमनेकमेकं ज्ञान
स्वरूपममलं प्रवदंति सन्तः ॥१॥
बुद्धस्त्वमेव विबुधार्चितबुद्धिबोधात्
त्वं शंकरोसि भुवनत्रयशंकरत्वात्।
धातासि धीर शिवमार्गविधेर्विधाना-
त्व्यक्तं त्वमेव भगवन् पुरुषोत्तमोसि।२।
तुभ्यं नमस्त्रिभुवनार्तिहराय नाथ तु-
भ्यं नमः क्षितितलामलभूषणाय। ।
तुभ्यं नमस्त्रिजगतः परमेश्वराय तुभ्यं
नमो जिन भवोदधिशोषणाय ॥३॥

اور بھی لاکھوں شلوک ایشور کی تعریف کے ہیں۔ اگر جینی لوگ ایشور

॥मूलं॥ नभःप्रदेशश्रेणिष्वादित्योदय
वशाद्दिशां। पूर्वादिकोव्यवहारोऽन्यो
ऽपि न पाण्डिकत्वः ॥२॥

॥टीका॥ हे वैशेषिक श्रूयतां यतःपूर्वादि
दशप्रत्यया जायन्ते सा दिक्, गगनाद्भि
न्नेति निगद्यते तन्नानुपपन्नं दशप्रत्य-
यानां गगनादेव जायमानत्वादिति दर्श-
यति नभःप्रदेशश्रेणिषु आकाशप्रदेश
श्रेणिषु आदित्यस्य भानोरुदयवशात्
पूर्वादिको व्यवहारो व्यवहृतिर्जायते
अयमर्थः येषु नभःप्रदेशेषु सूर्य उदेति
तेन नभःप्रदेशाः पूर्वदिक् व्यवहारज-
नकास्त एव नभःप्रदेशाः पूर्वदिगित्यु
च्यते शेषासु नवस्वप्यनयैव रीत्या ज्ञेयं
ततः कारणात् व्योम्नो दिगनभिन्ना व्यो-
मप्रदेशानामेव दिक्त्वाव इति वृत्तार्थः

بھاوارتھ ۔ ہے ویشیشک پورب وغیرہ دس طرفوں سے پیدا ہوئی
سمت کو آکاش سے جدا کہنا درست نہیں ہے ۔ کیونکہ دس طرفیں آکاش
میں ہی شامل ہیں ۔ سو دکھاتے ہیں ۔ آکاش پردیس میں سورج نکلنے
کے سبب سے پورب وغیرہ طرفوں کا بیوہار کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ جن
آکاش پردیس پورب دشا کے بیوہار کو پیدا کرتے ہیں ۔ وہ ہی آکاش
پردیس پورب دشا کے نام سے پکارے جاتا ہے ۔ اسیطرح اور طرفوں کا حال

ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو جین مت کی ذرا بھی واقفیت نہیں تھی اگر ہوتی تو دھرماستی اور ادھرماستی کایہ کو دہرم اور ادہرم کیوں لکھتے

آریہ :۔ اچھا جی یہ تو سُن لیا۔ اب اس کے آگے کیا لکھا ہے۔ سو برائے مہربانی سُنا دیجئے ؟

جینی :۔ تو سُنئے۔ اس کے آگے دیکھو صفحہ ۴۳۵ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ "کہ جینی آکاش۔ پرمانو۔ جیو اور کال مانتے تو ٹھیک تھا" سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ دہرماستی کایہ اور ادھرماستی کایہ علیحدہ علیحدہ درب اُوپر ثابت کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے جینیوں کا چھ درب ہی ماننا درست ہے۔ اس کے بعد سوامی جی نے تحریر کیا ہے۔ کہ "جو نو درب ویشیشک نے مانے ہیں۔ وہ ہی ٹھیک اور درست ہیں"۔ کیوں نہ ٹھیک ہو۔ بھلا اپنی مانی ہوئی چیز میں بھی کبھی کسی کو شک ہوتا ہے ؟۔ مگر ذرا تعصب کے پردے کو اُٹھا کر تو دیکھیں۔ کہ ویشیشک کے نو درب کس طرح ثابت ہو سکتے ہیں۔ پرتھوی پانی۔ تیج (اگنی) ہوا۔ اور من یہ پانچوں تو جیو اور پدگل میں داخل ہیں۔ کیونکہ ان پانچوں میں جیو اور پدگل کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور نیز من بھی پدگل ہی ہے۔ اور پرتھوی۔ پانی وغیرہ کو کون مادہ نہیں جانتا۔ باوجود اس کے انکو علیحدہ درب ماننا صرف بے سمجھی ہے۔ اور سمت (دشا) کو ایک جُدا درب ماننا یہ بھی حماقت میں داخل ہے۔ کیونکہ دشا آکاش سے علیحدہ نہیں بلکہ دشا آکاش میں ہی شامل ہے۔ جیسے گھٹ آکاش۔ مٹھ آکاش پٹ آکاش مجازاً جُدا جُدا کہے جاتے ہیں۔ حقیقت میں یہ سارے آکاش میں ہی داخل ہیں۔ اسی طرح دشا آکاش سے مجازاً علیحدہ ہے، حقیقت میں نہیں۔ ذرا دیکھئے۔

तथा चोक्तं श्रीयुक्तिप्रकाशनामनिग्रंथे-

ماہنی۔ وہ ہی درست ہیں ۔ کیونکہ زمین وغیرہ پانچ عنصر کال۔ وشا۔ آتما من یہ نَو پدارتھ جُدا جُدا بالتحقیق ہیں ۔ ایک جیو کو چیتن مان کر ایشور کو نہ ماننا جین بودھیوں کی تعصب کی بات ہے"۔
دیکھئے یہ تحریر سوامی جی کی کیا عقل ظاہر کر رہی ہے ۔ دھرماستی اور ادھرماستی کائیہ کو دھرم اور ادھرم یعنی پُن اور پاپ مان کر آتما میں سماویش[1] کرنا کتنی بے سمجھی کی بات ہے ۔
آریہ :- کہئے صاحب اس میں سوامی جی کیا بھول گئے ہیں؟ جو کہ آپ شیر کی طرح گرج رہے ہیں ۔ دھرماستی اور ادھرماستی کائیہ کو اگر آپ دھرم اور ادھرم نہیں کہتے ۔ تو اور کیا کہتے ہیں؟
جینی :- دھرماستی کایہ اور ادھرماستی کایہ ایک ارُوپی پدارتھ ہیں ۔ جو چلنے اور روکنے میں مددگار مانے ہیں ۔ نہ کہ پُن اور پاپ سوامی جی ذرا غور کرتے تو معلوم ہو جاتا ۔ کہ میں یہ کیا لکھ رہا ہوں ۔ پیشتر تو میں نے چلنے اور رکنے میں مددگار ان دونوں پدارتھوں کو لکھا ۔ اور اب میں دھرم اور ادھرم یعنی پُن اور پاپ لکھتا ہوں ۔ کیا ایسا کبھی ہو سکتا ہے ۔ کہ پُن چلنے میں اور پاپ رکنے میں مددگار ہووے؟ اگر ایک گتی سے دوسری گتی میں لے جانے سے پُن کو دھرماستی کائیہ میں داخل کر کے چلنے میں مددگار مانوگے تو پاپ کو بھی اسی طرح ماننا پڑیگا ۔ کیونکہ پاپ بھی دُرگتی میں لے جانے والا ہے ۔ تو پھر رکنے والا کون رہا ۔ لیکن جینی ایسا نہیں مانتے ہیں ۔ کہ جیو کو پرلوک گمن میں دھرماستی کائیہ مددگار ہے بلکہ ایسے مانتے ہیں ۔ کہ ہر وقت چلنے میں اور ٹھیرنے میں جو مددگار ہے ۔ سو دھرماستی اور ادھرماستی کائیہ درب (جوہر) ہیں ۔ جیسے کہ آکاش ہر وقت اوکاش دیتا

---

[1] داخل کرنا ۔

بابت واہیات اناپ شناپ باتین کیوں لکھ دیتے ۔
آریہ ؛۔ بتائیے کس جگہ پر بغیر سمجھے واہیات باتیں لکھی ہیں ۔
جینی ؛۔ لو سُن لیجئے ۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۲۴ جہاں سے سوامی جی نے جین مت کا کھنڈن کرنا شروع کیا ہے ۔ وہاں ایسی بیہودہ باتیں لکھی ہیں ۔ کہ جن کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے ضرور کسی پوستی کی دوستی کی ہوگی ۔ کیونکہ اُس تحریر سے صاف پایا جاتا ہے ۔ کہ سوامی جی نے بغیر سوچے سمجھے کاغذ کالے کرڈالے ہیں ۔ چنانچہ سوامی جی کی عقل کا فوٹو ذیل میں دکھلایا جاتا ہے ۔
وھوہذا ۔ سوامی جی لکھتے ہیں "جینی لوگ دھرماستی کائیہ ۔ ادھرماستی کائیہ اکاش آستی کائیہ ۔ پُدگل آستی کائیہ ۔ جیو آستی کائیہ اور کال ان چھ دربوں (جوہروں) کو مانتے ہیں ۔ اِن میں سے کال کی آستی کائیہ رہستی نہیں مانتے ۔ بلکہ ایسا کہتے ہیں ۔ کہ کال مجازاً درب (جوہر) ہے حقیقتاً نہیں" جینیوں کا چھ دربوں کو ماننا اور جو سوامی جی نے اُن چھ دربوں کی تعریف لکھی ہے وہ تو ٹھیک ہے ۔ مگر محقق بن کر تردید کرتے وقت صرف کوری بال لیلا ہی ظاہر کی ہے ۔
آریہ ؛۔ وہ تردید کونسی ہے ۔ کہ جس میں صرف بال لیلا ہی ظاہر کی ہے
جینی ؛۔ سُن لیجئے ۔ میں پکش پات رہت ہو کر سچ سُنا دیتا ہوں "محقق نے پہلے تو بودھ مت کا کھنڈن کیا ہے ۔ اُس کے بارے میں ہمکو لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ اور جو جینیوں کا کھنڈن کرنے کے لئے قلم اُٹھائی ہے اُس کی میں تردید کرتا ہوں ۔ سوامی جی نے لکھا ہے ۔ کہ "جینیوں کا ماننا درست نہیں ۔ کیونکہ دھرم اور ادھرم دونوں درب نہیں ہیں بلکہ گن ہیں ۔ یہ دونوں جیو آستی کائیہ میں آجاتے ہیں ۔ اس لئے آکاش چھ مانو جیو اور کال مانتے تو ٹھیک تھا ۔ اور ویشیشک میں جو نو درب

संसारे नत्थि सुहं जम्म जरा मरण रोग सोगेहिं तहवि हु मिच्छंध जिआ न कुणंति जिणंद वर धम्मं ॥

بھاوارتھ:- باوجودیکہ اس سنسار میں پرانی کو جنم جرا مرن روگ سوگ وغیرہ دکھوں کے سبب سے کسی طرح کا آرام نہیں۔ تو بھی متھیاتھ کے سبب سے اندھے ہوئے پرانی جنیندر کے کہے ہوئے دھرم کو نہیں کر سکتے ہیں۔

سوال:- جنیندر کس کو کہتے ہیں؟

جواب:- **रागद्वेषादिशत्रून जयतीति जिनः**

یعنی راگ دویش آدی شترو کو جیتنے والے جن کہلاتے ہیں۔ اُن کا جو اندر (سوامی) سو جنیندر کہلاتا ہے۔ جن شبد سے صرف کیولی مراد ہے یعنی جس نے کیول گیان (برہم گیان) پیدا کر لیا ہو۔ اور ترتھنکر پد کے بغیر پائے کے مُکتی کو جانے والا ہو۔ سو جن کہلاتا ہے۔ اُنہوں کے جو اندر سو جنیندر کہلاتے ہیں۔ جن کے نام ترتھنکر۔ جنیشر۔ پرمیشر۔ جوگیشور۔ پرماتما وغیرہ وغیرہ ہیں۔ **آریہ**

واہ واہ خوب سُنایا۔ کیا آپ نے ستیارتھ پرکاش نہیں دیکھا ہے؟ جس کے بارھویں سُملاس میں ہمارے سوامی دیانندجی نے جین مت کی خوب قلعی کھولی ہے۔

جینی:- اگر آپ ہم سے سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے سوامی دیانندجی کو جین مت کی ذرا بھی خبر نہیں تھی۔ کیونکہ اگر خبر ہوتی تو جین مت کے سروپ کو سوچے سمجھے بغیر ستیارتھ پرکاش میں جین مت کی

سلہ اُلٹی شردھان

ضروری اطلاع

چونکہ میرے پاس اجمیر نگر کے ویدک یںترالے میں بکرم سمت ۱۹۶۴ کا شاستری میں چھپا ہُوا ستیارتھ پرکاش موجود ہے۔ اس لئے واضح ہو کہ اس کتاب میں اُس اڈیشن کے صفحوں کا حوالہ دیا گیا ہے اور جو عبارت اُس کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ وہ " " نشانات کے درمیان لکھی گئی ہے۔ نیز اس گرنتھ میں ایک فرضی آریہ اعتراض ٹھائیگا جس کے ساتھ سوال و جواب کئے جائیں گے۔ جن کے انترگت ہی سوامی جی کے جھوٹے اعتراض خود بخود رد ہو جاوینگے *

इत्यलंपल्लवितेन विद्वद्वर्येषु-
जनेषु मुनिलब्धि
विजय

میں شنتت پریٹن کرتا ہُوا پرانی اتنے دُکھ برداشت کرتا ہے۔ جن کا کچھ
حساب نہیں۔ مہربانو! اس دُکھ روپ سنسار سے نکال کر مکتی کو دینے
والا صرف ایک دھرم ہی ہے۔ جس کا سروپ سینکڑوں میں سے ایک
دو ہی جانتے ہونگے۔ اس دنیا میں کئی طرح کے ایسے نامی جھگڑے
پڑ گئے ہیں۔ جن کے سبب سے بھولے لوگوں کو سچے دھرم کی شناخت
کرنی بہت مشکل ہے۔ اور سینکڑوں مت چل رہے ہیں۔ جن کو
ترک کر کے سب سے اُتم جین مذہب میں آنا بہت ہی مشکل
ہو گیا ہے۔ اور سب سے سریشٹ جین دھرم کی جھوٹی مذمت کئی متعصبوں
نے اس چالبازی سے کی ہے۔ کہ جس کو پڑھکر جین شاستر سے ناواقف
بھولے لوگ جھٹ اُن کے جال میں پھنس کر جین شاستر اور جینیوں کی
بُرائی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ایسے بھولے لوگوں کو سمجھانے کے
لئے اور سب سے سریشٹ جین مذہب پر کئے ہوئے اُن جھوٹے
اعتراضوں کو دور کرنے کے لئے جو سوامی دیانندجی کے رچے ہوئے
ستیارتھ پرکاش کے بارہویں سملاس میں درج ہیں یہ کتاب لکھی گئی
ہے۔ جس کو پڑھکر پکش پات رہت پرانی جھٹ سمجھ جائیں گے۔ کہ
سوامی جی نے جین مت کو جھوٹے ہی الزام لگائے ہیں۔ پس ناظرین
کو چاہیئے۔ کہ اس کتاب کو منصف مزاج ہو کر اور تعصب کو چھوڑ کر شروع
سے آخیر تک پڑھیں اور میری اس رچنا اور محنت کی داد دیں ✻

سلہ ہمیشہ ۔ سلہ پھرنا

دیوگتی کو پراپت ہوتا ہے۔ اگر دیوگتی کو بھی پراپت ہوگیا۔ تو کیا وہاں پر
بھی کئی قسم کی تکلیفیں پاتا ہے۔ جب اُن کی عمر چھ ماہ باقی رہ جاتی
ہے۔ تب چند ایک علامتوں کے تبدیل ہونے پر اُنکو معلوم ہوتا ہے
کہ ہماری عمر چھ ماہ باقی رہ گئی ہے۔ اُس وقت وہ سوچ کرتے ہیں
کہ ہائے اب ایسی خوبصورت حوریں کہاں سے ملیں گی۔ ہائے اس
دیوردھی کو چھوڑ کر مرجائیں گے۔ اُس وقت اُنکو اس قدر رنج والم
ہوتا ہے۔ کہ تمام زندگی میں اتنے کرم نہیں باندھتے۔ جتنے آخری چھ
ماہ میں باندھتے ہیں۔ کرموں کو باندھکر اور انتقال کر کے گدھے کتے
وغیرہ کے قالبوں میں جا پڑتے ہیں۔ پس اُس دیوگتی کا پانا نہ پانا برابر
ہُوا۔ ہائے افسوس سخت افسوس جس دنیا میں جنم۔ جرا۔ مرن۔ روگ
سوگ وغیرہ ذرا بھی جیو کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ اور جیو چار گتی رُوپ
سنسار میں نٹ کی طرح نئے نئے بھیسوں کو اختیار کر کے کبھی گاتا
ہے۔ کبھی ناچتا ہے۔ کبھی ہنستا ہے۔ کبھی روتا ہے۔ کبھی در بدر
ٹکڑے مانگتا پھرتا ہے۔ اس پر بھی باوجود ایسا بُرا حال ہونے
کے یہ جیو اپنی بُری عادتیں نہیں چھوڑتا ہے۔ اے انسانو ذرا غور
تو کرو کہ اس دنیا میں تم کو کیا آرام ملتا ہے۔ چاروں طرف سے سُکھ
کسی آدمی کو نہیں ہے۔ اور نہ ہوگا۔ اگر کسی کو ماں کی طرف سے سُکھ
ہوتا ہے۔ تو باپ کی طرف سے بڑا دُکھی رہتا ہے۔ اگر کسی کے ساتھ
باپ محبت رکھتا ہو۔ تو اُس کے ساتھ ماں کی محبت نہیں ہوتی اور
اگر کسی کے پاس دھن بہت ہوجاتا ہے۔ تو وہ اولاد کیطرف سے
دُکھی رہتا ہے۔ اگر دھن اور لڑکے دونوں موجود ہیں۔ تو لڑکا بے ادب
نکلتا ہے۔ الغرض چاروں طرف سے کوئی شخص پورا سُکھی نظر
نہیں آتا ہے۔ اب آپ ذرا غور تو کریں۔ کہ اس چترگتی سنسار

شری بیتراگ اکھ

دیباچہ

रागद्वेषपरित्यक्ता विज्ञाना विश्व-
वस्तुनः । सेव्यः सुधाशनेशानो-
गिरीशो ध्यायते मया ॥१॥ ॥
सूरिंश्री विजयानन्दं वंनमामि निरंतरं ।
यस्या भूवं प्रसादेन बालोपि सुस्वरीतरः ॥२
प्रणम्य सद्गुरुं भक्त्या सूरिं श्री कमलाह्वयं ।
मतव्यानां च जैनत्तां क्रियते मंडनं मया ॥३॥

اے پیارے سجنو اس دنیا میں انادی کال سے راگ ودیش سے ملین ہوا
آتما بذریعہ آٹھ کرم کے کبھی نرک گتی میں جا پیدا ہوتا ہے ۔ اور کبھی گدھے
کی جون میں جا گھسنا ہے ۔ اور کبھی کتے بلے کی جون میں جا گرتا ہے ۔
جب کچھ پن کا اودے آن چڑھتا ہے ۔ تب مذکورہ بالا قالبوں کو چھوڑ
کر انسان ہوتا ہے ۔ اگر اس سے بھی زیادہ پن پیدا کر لیتا ہے ۔ تب

یہی جیوالشیور ہو سکتا ہے۔ نباتات۔ اور آگ پانی۔ ہوائیں جیوؤں کے ہونیکا ثبوت
سچے۔ دیو۔ سچے گرو۔ اور سچے دہرم کی شناخت۔ نوکار منتر کے ارتھ کی تشریح جین
مذہب کی پراچینتا کا ثبوت جین مذہب کے مُوٹے اصول وغیرہ وغیرہ انیک تو کی
باتوں کا گرنتھ کرتا نے اس میں سماویش کیا ہے۔ اور ان شبوں کے انترگت ہی
سوامی جی کی کُوترکوں کا ناش کر دیا ہے۔ جو غور سے پڑھنے پر معلوم ہو جائیگا کہ کتاب ہذا
میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ سو سب باحوالا اور پرمان یکتی سے لکھا گیا ہے۔ امیں
کسی آریہ سماجی صاحبان کو بُرا نہ ماننے چاہیئے۔ کیونکہ مہاراج جی صاحب نے جو کچھ لکھا
ہے۔ صرف سچ اور جھوٹ کی شناخت کیلئے ہے۔ نیز جو سوامی جی نے جین
دہرم پر جھوٹے ہی الزام لگائے ہیں۔ انکا کھوکھلا پن پبلک پر ظاہر کرنے کیلئے
اتنا اودم کیا ہے۔ جب آریہ سماجی صاحبان اور پبلک مہربان اس کتاب کو
بغور شروع سے آخیر تک پڑھیگی۔ تو ان سب کو سچ اور جھوٹ کی شناخت
ہو جاویگی۔ جب تک سچ اور جھوٹ کی شناخت نہیں ہوتی۔ تب تک بھولے
لوگوں کو کئی قسم کے شک و شبہ رہتے ہیں۔ پس نیک نہاد لوگوں کو چاہیئے۔ کہ اس
کتاب کو غور سے پڑھیں۔ اور سچ و جھوٹ کی تحقیقات کریں۔

بقول سہ ۲ العاقل تکفیتہ الاشارہ

ہر انسان کا منصف مزاج ہو کر تحقیقات کرنا فرض اعلےٰ ہے۔

الراقم

نتھورام ولد لالہ رادھامل جینی زیرہ
ضلع فیروزپور پنجاب

کشن لعل جی صاحب مقیم زیرہ اور لالہ پنا لعل جی صاحب امرتسری اور لالہ جوہر لعل جی صاحب سکندرآباد (یوپی) وغیرہ وغیرہ صاحبان کی پرارتھنا ستیارتھ پرکاش کے بارھویں سمّلاس کے کھنڈن کیلئے آئی کرکرپا ناتھ کرنا سا اگر آپ ستیارتھ پرکاش کا کھنڈن ضرور کریں۔ کیونکہ کئی ایک بھولے لوگ سرشٹ جین دھرم سے پتت ہو رہے ہیں۔ اور نیز کوئی جین مذہب کی بابت کچھ بتلا رہا ہے۔ اور کوئی کچھ جتلا رہا ہے۔ غرضیکہ جین دھرم پر کئی قسم کے الزام عاید ہو رہے ہیں مہاراج جی صاحب نے مذکورہ مہاشیاؤں کی سرشٹ پرارتھنا کا بہت لابھ کا کارن جان کر آنادر نہ کیا۔ اور کھنڈن لکھنا پرآرنبھ کیا۔ اگرچہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں جگہ جگہ پر ناستک وغیرہ برے لفظوں سے کتاکش کرتے وقت نہیں سوچا۔ کہ اگر ہم کو کوئی ناستک کہے۔ اور ہمارے لئے برے الفاظ برتے تو کس قدر رنج ہوتا ہے۔ ایسا ہی دوسرے کو بھی ہوگا۔ مگر مہاراج جی صاحب نے باوجود ایسے ایسے سخت الفاظ کے دیکھنے کے بھی اپنی سادھو برتی انوسار شانتی ہی رکھی ہے۔ کیونکہ انکا پرم دھرم کِھما ہے۔ اسلئے ایسے الفاظ کا استعمال نہیں کیا۔ شیریں زبان اور تہذیب آمیز لفظوں میں لکھکر گرنتھ ہذا کترین کو پکڑایا۔ اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو صاف کرکے لکھنا ایک تو چھپنے کیلئے کاپی تیار ہو جاویگی۔ اور دوسرے جو تم نے پوچھا تھا۔ کہ سوامی جی نے جو اعتراض کئے ہیں آیا وہ ٹھیک ہیں؟ انکی سچائی بھی کہ کہاں تک ہے۔ معلوم ہو جاویگی جس وقت یہ کلمہ میرے کان میں آیا۔ اتنا آنند پایا کہ پھولا جامے میں نہ سمایا۔ پھر چرن کمل کو ہاتھ لگایا۔ بعدہ تحریر شدہ اوراق لیکر بھگوت کا شکر بجالایا۔ ایشور جگت کا کرتا نہیں ہے۔ ایشور پھل پردوتا نہیں۔ ایشور سرب بیاپک نہیں ہیں۔ مورتی پوجن کا ثبوت جڑھ کرم کیسے پھل دیسکتے ہیں اسکی سدھی۔ کرم کا کرتا اور بھوگتا جیو خود ہی ہے

سلفت کی شیلی کو جاننے والے پانچ مہابرت دھارک جنکا چت شُدھ ہے۔ اس جہان فانی سے تارک شدھی ہے۔ جنکی ہمیشہ اپکارک۔ ایسے مہاتما کی تعریف لکھنے کی مجھکو چنداں ضرورت نہیں کیونکہ انکا گیان اس کتاب کے مطالعہ سے ہی معلوم ہو جاویگا۔ اور نیز بندے میں اتنا مادہ بھی نہیں کہ انکی یا انکی تالیف شدہ کتاب کی میں تعریف لکھ سکوں ناظرین والا تمکین کتاب ہٰذا کے پڑھنے سے ہی خود بخود سمجھ جاوینگے۔ کہ اکثر متوں سے واقف کار۔ اور گیان کے بھنڈار۔ تارن اور ترن ہار۔ اپنی کریا میں شب و روز ہوشیار اور راہ راست کے خبردار ایسے پرش شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ بھمپون سجن اور پاٹھک برند کو معلوم ہووے کہ کچھ عرصہ ہوا کہ آریہ سماج کے بانی مبانی دیانند جی سرستی ہوئے ہیں انہوں نے اکثر کرکے ہر ایک مذہب پر حملہ کیا ہے۔ جن میں سے جین مت کی بابت بھی بہت کچھ من مانا لیکھ لکھا ہے۔ کہ جس کو پڑھکر سوامی جی کی شانتی کا نمونہ پبلک پر خود بخود ہی روشن ہو جاتا ہے۔ میں نے ایسے جھوٹے اعتراض دیکھکر مہاراج جی صاحب موصوف سے پوچھا۔ کہ کرپا ناتھ سوامی جی نے جو اعتراض جین دہرم پر کئے ہیں۔ آیا وہ درست ہیں۔؟۔ اس پر مہاراج صاحب کو ستیارتھ پرکاش دیکھنے کا خیال ہوا۔ اسی اثنا میں جب ستیارتھ پرکاش زیر مطالعہ تھی۔ کئی ایک ساجیوں کیساتھ مہاراج جی صاحب کی گفتگو بھی ہوئی جب ستیارتھ پرکاش کا بارھواں سملاس مہاراج جی صاحب کی نظر مبارک سے گذرا۔ تو معلوم کر لیا۔ کہ سوامی جی نے جھوٹے ہی الزام جین دہرم پر لگائے ہیں۔ چونکہ مہاراج جی صاحب شانتی کے ساگر ہیں۔ اس واسطے شانتی ہی رکھی اور کھنڈن نہ کیا۔

بابو بہاری لعل جی صاحب بی۔ اے شہر جالندھر نواسی اور لالہ ہریال مل جی صاحب حکیم اور منشی ماگھی رام جی صاحب مرحوم اور لالہ

۴۰م

وجہ تصنیف کتاب ہذا

منگلاچرن

(۱) کرتا ہوں پہلے میں منگلاچرن ۔ ہوجاوے بگنوں کا تاکہ ہرن ۔
(۲) اول نمسکار ارہن کو ہو ۔ نہیں ثانی جس کے دُنیا و لو کو ۔
(۳) ہمہ صفت موصوف بھگوت میرے ۔ یہ طاقت ہے کس میں جو گنے گن تیرے ۔
(۴) پھر بندہ ہوئے سدھ کو میں بار بار ۔ کہ سنسار کا نہیں جن کے ہے پاراوار
(۵) مکتی سے واپس نہ آنا کبھی ۔ کٹ گئے کرم ان کے بالکل سبھی
(۶) پھر ہے اچاریہ مہاراج کو ۔ میری بندنا اُن کو ترکال ہو ۔
(۷) کہ کل گچھ کے مالک یہ تریا جناب ۔ چھتیس گن جن میں ہیں نایاب
(۸) ازیں بعد اُپادھیا کو نمون ۔ کہ تعلیم دین سب کو یہ راہنموں ۔
(۹) گیان کا دینا جی ہے گن بڑا ۔ ان کی سنگت آخر ہوں میں پڑا ۔
(۱۰) ہمہ منی راجوں کو پھر ہے سلام ۔ کہ دنیا کو چھوڑا نہ چاہنا آرام
(۱۱) نہ جینے کی خواہش نہ خوف ہے مرن ۔ کریں نیک اُپدیش تارن ترن ۔
(۱۲) نتھو رام کہتا ہے ۔ یہ سر جھکا ۔ کہ بھگوت سے ہردم ہے یہی التجا ۔
(۱۳) کہ تیری ہی بھگتی میں کرتا ہوں ۔ سر تیرے چرنوں میں دھرتا رہوں ۔
(۱۴) آخر میں تیری ہی مجھکو شرن ۔ کہ تا چھوٹے میرا یہ جنم مرن ۔

بعد حمد و ثنا ارہنت سدھ آچاریہ اُپادھیا اور سب منی راج کے یہ بندہ ہیچ ان ناظرین والا تمکین کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ ایک گرنتھ کے وقتاً اور دیگر متوں کے واقف شری شری جین مت دیپائے ساگر دھرم اُپدیشک شری منی لبدھی بجے جی مہاراج ہیں ۔ نام اسم بامسمیٰ ہے

मुनि श्री जैन रत्न न्याय सागर धर्म उपदेशक

मुनि लब्धि विजय जी

जन्म मानसा, ज्ञाति श्रीमाली

जन्म, सं: १९४०, दीक्षा सं. १९५९ में उंझा

بروزن ۔ تیری بھگتی چھوڑ مست گرُ اور کہاں جائیں گے

انچلی ۔ شری گرو لبھی بجے لبھی کے دھاری ہیں ۔

ع۱ ل ۔ لالچ سے ہے مُنہ موڑا ۔ گھر بار سب سے چھوڑا ۔
دُنیا سے ہے موہ توڑا ۔ بال برہم چاری ہیں ۔
ع۲ ب ۔ بجے نند سُوری رایا ۔ سوری سم ہے نام پایا ۔
جس جن کا جگ میں چھایا ہو گئے اُپکاری ہیں ۔
ع۳ د ۔ ودیا دان گن کے دھامی ۔ شری کملؔ سُوری نامی ۔
بجے نند سُوری سوامی ۔ کے پٹ دھاری ہیں ۔
ع۴ ہ ۔ ہے گرُو اِن کو دھارا ۔ کام کرودھ مان مارا ۔
پیدل ہی ہے سنچارا ۔ کرتے نہیں اسواری ہیں ۔
ع۵ ی ۔ یدی کوئی شنکا لاوے ۔ اُتر اپنا پورا پاوے ۔
خوش ہو کے اپنے جاوے ۔ ستارس بھنڈاری ہیں ۔
ع۶ ب ۔ بال بچے سنجم لینا ۔ مانگ کر ہے کھانا پینا ۔
ملے نہ تو صبر کینا ۔ در در بھکھاری ہیں ۔
ع۷ ھ ۔ جب بھی بچن کرتے ۔ ہیں پھول منہ سے جھڑتے
سب پرانی سُن کرتے ۔ بچن گن کاری ہیں ۔
ع۸ ی ۔ یہ سب گاتھیں پیارے ۔ آدی حرف ان کے سارے
لبھی بجے نام تارے ۔ جگ میں اُپکاری ہیں ۔
ع۹ موتی بائی نام ماتا ۔ پتا ہے پی تامبر داسا ۔
مانس ہے شہر واسا ۔ گرو ہتکاری ہیں ۔
ع۱۰ چھٹے جب کے تھی گیے ۔ بال بچے ہو گئے فقیر ۔
بجے تتو نام حقیر ۔ ان کے بلہاری ہیں ۔

شری بیتراگ آئمہ

دیانند کُترک تمر ترنی

المعروف

گوہر بے بہا

جس کو شری شری شری شری ۱۰۰۸ شری تپ گچھ آچاریہ نیایام
بھونیدھی شری جہاں مُنی مہاراج شری مدبجیانند سُوری پرسیدنام شری آتما رام
جی مہاراج کے پٹ دھر آچاریہ شری شری شری شری ۱۰۰۸ شری کمل
بجے جی سُوری کے شیشیہ شری آن شری مُنی لبدھی بجے جی مہاراج نے رچا۔
اور لالہ لبھو رام خلف لالہ جیدیال مل جینی ساکن زیرہ ضلع فیروزپور

نے

چھپوا کر پرسدھ کیا۔

شری بیر سمت ۲۴۳۶ شری آتم سمت ۱۵ بکرم سمت ۱۹۶۶ عیسوی سنہ ۱۹۱۰

راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور

تعداد ۵۰۰ دفعہ اول قیمت ۲ [illegible]